نماز میں صف بندی
فضیلت و اہمیت

تالیف وتحقیق:

غازی عزیر مبارکپوری

دارالسلام
DARUSSALAM

تسویۃ الصفوف

نماز میں صف بندی

فضیلت و اہمیت

نماز میں صف بندی

فضیلت و اہمیت

ایک تحقیقی مطالعہ

تالیف و تحقیق

غازی عُزیر مبارکپوری

دارالسلام

www.qlrf.net

فہرست

عَرضِ نَاشر

دین و شریعت میں عقائد کے بعد عبادات کی اہمیت مسلّم ہے۔ عبادات میں نماز کی نوعیت اور حیثیت ایک انفرادیت کی حامل ہے۔ یہی باعث ہے کہ اسلامی لٹریچر میں جس قدر متنوع ذخیرۂ کتب نماز کے بارے میں ملتا ہے' وہ عبادات کے دوسرے سلسلوں کے بارے میں کم تر ہے۔ کتاب و سنت میں نماز کے لیے ذخائرِ علمی کی یہ وسعت اس کی اہمیت پر ایک دلیل ناطق ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ آپ کے اس ارشاد کے مطابق کہ «صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ» صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مقدس عمل کو بہت رغبت اور تمام ضروری لوازمات کے ساتھ آپ سے سیکھا۔ مسنون نماز کے موضوع پر عربی کے علاوہ اردو زبان میں بھی چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ مسنون نماز کے بعض مسائل پر وہ توجہ نہیں دی گئی' جس کے وہ خصوصیت سے مستحق تھے۔ انہی مسائل میں سے ایک صفوں کی درستی "تسویۃ الصفوف" بھی ہے۔

"تسویۃ الصفوف" نماز کے اہم مسائل میں سے ایک ہے جس کے ساتھ اجتماعی زندگی کی بہت سی اقدار وابستہ ہیں۔ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام کا فرض ہے کہ نماز شروع کرنے سے قبل مقتدیوں کی صف بندی کا دل جمعی سے جائزہ لے اور اس کی درستی کے لیے تمام امکانی وسائل استعمال کرے۔ یوں امام تکبیر سے قبل صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کا حکم دے۔ جب پہلی صف مکمل ہو جائے اور اس میں کسی فرد کے لیے جگہ حاصل کرنے کا امکان نہ ہو تو پھر دوسری صف کا آغاز کیا جائے۔

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾ (النساء ٤/ ١)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو' جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے) سے بھی ڈرو' یقیناً اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ (الأحزاب ٣٣/ ٧٠-٧١)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہو' اللہ (اس کے صلہ میں) تمہارے اعمال درست اور گناہ معاف کر دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔"

اسلام میں نماز کا عظیم مقام و مرتبہ ہے۔ یہ دین کا ایک ستون ہے' روزِ قیامت بندوں سے اسی فرض کے بارے سب سے پہلے حساب لیا جائے گا' اس کی محافظت اور اسے قائم کرنے کی تاکید متعدد آیات اور احادیث میں وارد ہے۔ اس کے باوجود مسلمان نماز سے متعلق بہت سے احکام و واجبات سے جاہل ہے' حالانکہ یہ ایسا عمل ہے کہ جس میں کسی طرح کی غفلت اور سستی کرنا درست نہیں ہے۔ ہمارے اسلاف نے ہمیں اس سلسلے میں انتہائی سختی کے

ساتھ متصف کیا ہے' چنانچہ صحابی رسول سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر (آج) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لے آئیں تو جس طریقہ پر آپ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اس میں سے سوائے نماز کے تمہارے اور کسی طریقہ کو نہ پہچان سکیں گے۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

«مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ قِيلَ: الصَّلَاةُ؟ قَالَ: أَلَيْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِيهَا»(صحيح البخاري، مواقيت الصلوة، باب تضييع الصلاة عن وقتها، ح:٥٢٩)

''میں تم میں کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں دیکھتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھی' کسی نے پوچھا کہ کیا نماز بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس میں بھی تغیر و تبدل نہیں کر دیا؟''

افسوس! کہ آج ہمارے اکثر بھائی ماسوائے ان چند نمازیوں کے جن پر اللہ عزوجل نے اپنا خصوصی فضل و کرم فرمایا ہے' مساجد میں نہ اگلی صفوں کو پورا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں' نہ قدم سے قدم ملا کر صفوں کے درمیان فاصلہ اور شگافوں کو پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ صفوں کو سیدھا اور برابر کرتے ہیں' بلکہ کبھی کبھی تو آپ ان کو ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہوتے ہوئے اور دوران نماز میں پہلو بدلتے ہوئے بھی دیکھیں گے' گویا ان لوگوں کو حرمت صف کی قطعاً کوئی پروا نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں اس بے پروائی اور کوتاہی کا بنیادی سبب نماز کے احکام و مسائل سے لاعلمی اور جہالت ہے۔ اسی کمی کو پورا

کرنے کی غرض سے زیر نظر رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے ہماری ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

رفقائے گرامی میں سے میں جناب ظفر احمد سونا اور جناب شہزاد صاحبان کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے نماز جیسی اہم اور عظیم عبادت "کہ جس کی محافظت ہر مسلمان پر واجب ہے" کے احکام و واجبات میں سے "تسویۃ الصفوف" کے بعض ضروری پہلوؤں پر مشتمل ایک مختصر رسالہ ترتیب دینے کی طرف میری توجہ دلائی' بلکہ اس بارے میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا مرتب کردہ ایک مختصر کتابچہ بعنوان "تنبیہ المسلمین الی وجوب تسویۃ صفوف المصلین" بھی ترجمہ کے لیے پیش کیا' لیکن بغور دیکھنے پر محسوس ہوا کہ مذکورہ کتابچے میں بہت سی مباحث میں تشنگی باقی ہے' لهٰذا راقم نے اس کتابچے کا محض ترجمہ کرنے کی بجائے اس موضوع کی اہمیت اور ایک نمازی کی روزمرہ کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے رسالہ ہٰذا میں اردو دان طبقہ کے لیے ضروری مباحث کو مختصراً جمع کرنا زیادہ مفید سمجھا' تا کہ ہمارے نمازی بھائی اپنی نمازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ادا کر سکیں۔

غازی عزیر

۲۳ محرم ۱۴۱۶ھ (بمطابق ۲۰ جون ۱۹۹۵ء)

مرکز الابحاث والتطویر والتدریب

(المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

تسویۃ الصفوف کے احکام و مسائل

"تسویۃ الصفوف" کا معنی امام نووی رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں:

«وَالْمُرَادُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ إِتْمَامُ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، وَسَدُّ الْفُرَجِ وَيُحَاذِي الْقَائِمِينَ فِيهَا بِحَيْثُ لاَ يَتَقَدَّمُ صَدْرُ أَحَدٍ وَلاَ شَيْءٌ مِنْهُ عَلَى مَنْ هُوَ بِجَنْبِهِ، وَلاَ يَشْرَعُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي حَتَّى يُتِمَّ الأَوَّلَ، وَلاَ يَقِفُ فِي صَفٍّ حَتَّى يُتِمَّ مَا قَبْلَهُ»(المجموع شرح المهذب للنووي: ٤/ ١٢٣)

"صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے سے مراد ترتیب وار پہلی صفوں کو مکمل کرنا ہے، اور صفوں میں جو فاصلہ یا شگاف ہو اسے پر کرنا اور صف میں کھڑے ہونے والوں کا اس طرح سیدھا اور برابر کھڑا ہونا کہ کسی فرد کا سینہ یا جسم کا کوئی دوسرا عضو اس کے پہلو میں کھڑے دوسرے نمازی سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اسی طرح جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو دوسری صف بنانا صحیح نہیں ہے اور جب تک اگلی صف مکمل نہ ہو جائے، کسی نمازی کا پچھلی صف میں کھڑا ہونا بھی درست نہیں ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

«وَالْمُرَادُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، اِعْتِدَالُ الْقَائِمِينَ بِهَا عَلٰى سَمْتٍ وَاحِدٍ أَوْ يُرَادُ بِهَا سَدُّ الْخَلَلِ الَّذِي فِي الصَّفِّ» (فتح الباري، الأذان، باب تسوية الصفوف: ٢/٢٦٨ وعون المعبود، الصلوٰة، باب تسوية الصفوف: ١/ ٢٥٠)

"تسویہ الصفوف" سے مراد صف میں نمازیوں کا ایک ہی سمت میں برابر کھڑے ہونا اور صف میں جو فاصلہ ہو اسے ختم کرنا ہے۔"

صفوں کو برابر رکھنے کی فضیلت: تسویہ الصفوف کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں' جن میں سے چند احادیث ذیل میں پیش کرتے ہیں:

① جو شخص صف کو پورا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس شخص پر درود و سلام (رحمت) بھیجتے ہیں۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ» (صحيح ابن خزيمة، باب ذكر صلاة الرب وملائكته على واصل الصفوف: ٣/ ٢٣، ح: ١٥٥٠ ومسند أحمد: ٦/ ٦٧، ١٦٠ وصحيح ابن حبان: ١/ ٣٧٤، ح: ٣٩٤)

"بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے ان نمازیوں پر درود و سلام (رحمت) بھیجتے ہیں' جو صفوں کو جوڑتے (ملاتے) ہیں۔"

اس حدیث کی تخریج امام حاکم اور ابن ماجہ نے بھی کی ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ

فرماتے ہیں "صحیح علی شرط مسلم" یعنی یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اور امام ابن ماجہ نے اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ((وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً)) [1] "یعنی جس شخص نے صف میں چھوڑی ہوئی جگہ کو پر کیا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔" لیکن یہ اضافہ ضعیف ہے' کیونکہ اس کا راوی اسماعیل بن عیاش اہل حجاز سے روایت کرنے میں محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ جب کہ محدث عصر علامہ محمد ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [2]

بعض روایات میں ((عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ)) کی بجائے ((عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ)) "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں میں داہنی جانب کھڑے ہونے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں" کے الفاظ ہیں [3] اگرچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ منذری رحمہما اللہ نے اس کی تحسین فرمائی ہے۔ لیکن علامہ محمد ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، لٰكِنْ أَخْطَأَ فِي مَتْنِهِ بَعْضُ رُوَاتِهِ، فَقَالَ: "عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ" وَخَالَفَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الثِّقَاتِ فَرَوَوْهُ

---

[1] سنن ابن ماجه' اقامة الصلوات حدیث: 995۔

[2] صحیح الترغیب و الترهیب 1/336' حدیث: 501۔

[3] سنن ابی داود' الصلاۃ' باب من يستحب أن يلي الامام في الصف وكراهية التأخر' حدیث: 676 و سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' باب فضل ميمنة الصف' حدیث: 1005۔

«وَصَلَ صَفًّا» بِأَنْ كَانَ فِيهِ فُرْجَةٌ فَسَدَّهَا، أَوْ نُقْصَانٌ فَأَتَمَّهُ، وَالْقَطْعُ بِأَنْ يَقْعُدَ بَيْنَ الصُّفُوفِ بِلَا صَلَاةٍ، أَوْ مَنَعَ الدَّاخِلَ مِنَ الدُّخُولِ فِي الْفُرُجَاتِ مَثَلًا وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ(زهر الربیٰ علی المجتبیٰ: ۲/ ۹۳)

"رسول اللہ ﷺ کے ارشاد «وَصَلَ صَفًّا» کا مطلب یہ ہے کہ اگر صف میں خلا تھا تو اس کو پر کر دیا' یا اگر صف پوری نہ تھی تو اسے مکمل کر دیا اور «قطع» کا مطلب یہ ہے کہ صفوں کے درمیان کوئی شخص بغیر نماز کے بیٹھ گیا یا صف کے درمیان فاصلے میں کسی داخل ہونے والے کو داخل ہونے سے روکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ خُطْوَةٍ، مَشَاهَا رَجُلٌ إِلٰى فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ فَسَدَّهَا»(مجمع الزوائد: ۲/ ۹۰)

"کوئی قدم اٹھانا اتنے بڑے اجر کا باعث نہیں' جتنا وہ قدم ہے کہ جس کو اٹھا کر کوئی شخص صف میں خلا کی طرف جائے اور اسے پر کر دے۔"

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔[1]

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب: 1/338' حدیث: 504۔

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ»

(المعجم الأوسط للطبراني: ٤/ ٢٢٥، ح: ٥٧٩٧)

”جس شخص نے صف میں واقع خلا کو پر کیا اللہ تعالیٰ اس عمل کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔“

اس حدیث کا پہلا حصہ سنن ابن ماجہ میں بھی ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ [1]

⑤ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ غُفِرَ لَهُ» (مجمع الزوائد: ٢/ ٩١)

”جس شخص نے صف میں خلا (چھوڑی ہوئی جگہ) کو پُر کیا اسے بخش دیا جائے گا۔“

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔

پہلی صف کی فضیلت: پہلی صف کی فضیلت میں بطور خاص جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

① سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① صحیح الترغیب والترھیب، 336/1، حدیث: 505۔

«إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّونَ عَلَی الصَّفِّ الْأَوَّلِ»(سنن ابن ماجہ، إقامۃ الصلوات، باب فضل الصف المقدم، ح: ۹۹۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔"

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔ ① یہی حدیث سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مسند احمد (262/5) میں اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے شرح السنہ 372/3' اور ابوداود' (الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف' حدیث 664) میں اور مسند احمد (265/4' 296' 304) میں مروی ہے نیز سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مسند احمد (269/4) میں بھی مروی ہے۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ② محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔ ③

② سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ، ثَلَاثًا، وَلِلثَّانِي، مَرَّةً»(سنن ابن ماجہ، إقامۃ الصلوات، باب فضل الصف المقدم، ح: ۹۹۶)

---

① صحیح الجامع الصغیر: 376/1.

② مجمع الزوائد: 91/2.

③ صحیح الترغیب والترھیب: 331/1' حدیث: 492

"بے شک رسول اللہ ﷺ پہلی صف کے لیے تین بار اور دوسری صف کے لیے ایک بار دعائے مغفرت فرماتے تھے۔"

محمد ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔ ①

③ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلاَّ أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاَسْتَهَمُوا» (صحيح البخاري، الأذان، باب الاستهام في الأذان، ح:٦١٥ وصحيح مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها. . . ح:٤٣٧)

"اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں شامل ہونے میں کتنا اجر و ثواب ہے' پھر وہ اس کے حصول کے لیے قرعہ اندازی کے سوا کوئی چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔"

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

«لَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ، لَكَانَتْ قُرْعَةً» (صحيح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول ... الخ، ح:٤٣٩)

"اگر تم پہلی صف (میں کھڑے ہونے) کا اجر وثواب جان لو' تو اس کے

① صحیح الترغیب والترہیب: 329/1' حدیث: 490۔

حصول کے لیے قرعے تک نوبت پہنچ جائے۔"

سیدنا عامر بن مسعود القرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الصَّفِّ الأَوَّلِ مَا صَفُّوا فِيهِ إِلاَّ بِقُرْعَةٍ أَوْ سُهْمَةٍ»(مجمع الزوائد: ۲/۹۲)

"اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ پہلی صف میں شامل ہونے کا کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ قرعہ اندازی کیے بغیر پہلی صف میں کھڑے نہ ہوں۔"

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طبرانی نے اسے معجم الکبیر میں ذکر کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں' البتہ عامر بن مسعود کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

علامہ ابن رشد القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الصَّفَّ الأَوَّلَ مُرَغَّبٌ فِيهِ(بدایۃ المجتھد: ۱/۱۰۸)

"اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ پہلی صف ہر حال میں پسندیدہ ہے۔"

"صف اول" کی تعبیر میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں علماء کے تین اقوال ذکر کیے ہیں:

① صف اول سے مراد وہ صف ہے جو امام سے متصل بعد ہو۔ ② صف اول سے مراد وہ پہلی مکمل صف ہے' جو امام سے متصل ہو اور اس کے درمیان کوئی چیز مثلاً مقصورہ وغیرہ حائل نہ ہو۔ (یعنی اگر امام کے بعد متصل صف کے درمیان کوئی ستون وغیرہ ہو تو وہ پہلی صف شمار نہیں ہوگی بلکہ اس کے بعد والی

صف پہلی صف شمار ہوگی۔) ③ اس سے مراد نماز کے لیے جلد مسجد میں آنا ہے' خواہ آنے والا آخری صف ہی میں نماز پڑھے' یہ قول حافظ ابن عبدالبر کا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ امام نووی کا کہنا ہے: "پہلا قول صحیح مختار ہے اور محققین نے اسی کی صراحت کی ہے' جبکہ بعد والے دونوں اقوال صریح غلط ہیں۔" ①

مذکورہ بالا اقوال میں سے تیسرے قول کا ذکر کرتے ہوئے امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض علماء کا قول ہے کہ "صف اول" سے مراد نماز کے لیے مسجد میں جلد آنا ہے' خواہ کوئی آخری صف ہی میں نماز پڑھ لے' جیسا کہ بشر بن حارث سے جب پوچھا گیا کہ آپ مسجد میں جلدی آتے ہیں' لیکن نماز آخری صف میں کیوں ادا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ "یہاں دلوں کی قربت مقصود ہے' جسموں کی قربت مقصود نہیں۔"

لیکن یہ قول مردود ہے' احادیث اس تاویل کی قطعاً اجازت نہیں دیتیں ② بلکہ صریحاً تردید کرتی ہیں۔ چنانچہ امام ابن حزم الظاہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا يُمْكِنُ أَنْ تَكُونَ الْقُرْعَةُ إِلَّا فِيمَا لَا يَسَعُ الْجَمِيعَ، فَيَقَعُ فِيهِ التَّغَايُرُ وَالْمُضَايَقَةُ، وَلَوْ كَانَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ لِلْمُبَادِرِ بِالْمَجِيءِ ۔ كَمَا يَقُولُ مَنْ لَا يَحْصُلُ كَلَامَهُ ۔ لَمَا كَانَتْ

---

① فتح الباری: 2/270۔

② نیل الاوطار 3/215' 216۔

الْقُرْعَةُ فِيهِ إِلَّا حَمَاقَةٌ، لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنَ الْمُبَادَرَةِ بِالْمَجِيءِ حَتَّى يُحْتَاجَ فِيهِ إِلَى قُرْعَةٍ (المحلی لابن حزم: ٤/٥٦)

"قرعہ اندازی اس جگہ ہوتی ہے جہاں سب کے لیے گنجائش نہ ہو اور اسی کے باعث باہمی اختلاف ہو۔ پس اگر "صف اول" سے مراد مسجد میں جلدی آنا ہو' جیسا کہ بعض بے مقصد کلام کرنے والوں کا قول ہے' تو اس صورت میں قرعہ اندازی فضول اور بیکار ہوگی' کیونکہ جلدی آنے میں کوئی ایسا امر رکاوٹ نہیں ہوتا کہ جس کے لیے قرعہ اندازی کی حاجت ہو۔"

صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کی اہمیت: علامہ ابن رشد القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ تَرَاصُّ الصُّفُوفِ وَتَسْوِيَتُهَا لِثُبُوتِ الْأَمْرِ بِذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (بدایۃ المجتهد: ١/١٠٨)

"رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی رو سے پہلی صف کی طرح دیگر صفوں کو بھی سیدھا اور برابر کرنے کو علماء کرام نے بالاتفاق پسند کیا ہے۔"

جن امور کے سبب تسویۃ الصفوف کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے وہ حسب ذیل ہیں:

① تسویۃ الصفوف اقامت نماز میں سے ہے' چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ»

(صحيح البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلوة، ح: ٧٢٣)

”اپنی صفوں کو برابر کرو' بلاشبہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔“

بعض روایات میں ((اِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) کی بجائے ((مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ)) کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ ①

ان احادیث اور امام بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ باب ((بَابُ إِقَامَةِ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ)) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صفیں برابر اور سیدھی کرنا نماز کے قائم کرنے اور اس کے مکمل کرنے میں داخل ہے' جبکہ صفوں کا ٹیڑھا ہونا نماز میں کمی کا سبب ہے۔ واللہ اعلم۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے ((مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) کے الفاظ سے صفوں کی درستی اور برابری کے وجوب پر اس طرح استدلال فرمایا ہے:

لِأَنَّ إِقَامَةَ الصَّلٰوةِ فَرْضٌ، وَمَا كَانَ مِنَ الْفَرْضِ فَهُوَ فَرْضٌ (المحلى لابن حزم: ٤/ ٥٥)

”اقامت نماز فرض ہے اور جو فرض کا جزء ہو وہ بھی فرض ہوتا ہے۔“

لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ' امام ابن حزم کے اس استدلال پر یوں تعاقب فرماتے ہیں:

---

① صحیح مسلم' الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف ... الخ' حدیث: 433 و سنن ابی داود' الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف' حدیث: 668۔

وَلاَ يَخْفٰى مَا فِيهِ وَلاَ سِيَّمَا وَقَدْ بَيَّنَّا أَنَّ الرُّوَاةَ لَمْ يَتَّفِقُوا عَلٰى هٰذِهِ الْعِبَارَةِ(فتح الباري، الصلوٰة، باب الصف الأول: ۲/ ۲۷۱)

"اس استدلال کی کمزوری کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے' خصوصاً جبکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ راوی اس عبارت پر متفق نہیں ہیں۔"

لیکن علامہ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ پر تنقید کرتے ہوئے "ابن حزم رحمہ اللہ کی دلیل کو صحیح اور مضبوط قرار دیا ہے۔"①

پس واضح ہوا کہ اللہ عزوجل کے ارشاد ﴿أَقِيمُوا الصَّلاَةَ﴾ "نماز قائم کرو" سے مراد یہ ہے کہ نماز کو تمام ارکان و سنن کا خیال رکھتے ہوئے قائم کرو اور چونکہ نبی ﷺ نے تسویۃ الصفوف کو اقامت نماز میں سے قرار دیا ہے' لہٰذا جو شخص صف کو برابر اور سیدھی نہیں کرتا وہ نماز کو اس طرح قائم نہیں کرتا جس طرح کہ اس کو قائم کرنے کا حق ہے۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ تسویۃ الصفوف سے متعلق بعض احادیث نقل کرنے کے بعد "التعلیق المغنی" کے حوالے سے فرماتے ہیں:

فَهٰذِهِ الأَحَادِيثُ فِيهَا دَلاَلَةٌ وَاضِحَةٌ عَلٰى اِهْتِمَامِ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ وَإِنَّهَا مِنْ إِتْمَامِ الصَّلٰوةِ، وَعَلٰى أَنَّهُ لاَ يَتَأَخَّرُ بَعْضٌ عَلٰى بَعْضٍ وَلاَ يَتَقَدَّمُ بَعْضُهُ عَلٰى بَعْضٍ، وَعَلٰى أَنَّهُ يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ وَرُكْبَتَهُ

---

① المحلى: 4/55.

بِرُكْبَتِهِ، لٰكِنِ الْيَوْمَ تُرِكَتْ هٰذِهِ السُّنَّةُ، وَلَوْ فُعِلَتِ الْيَوْمَ لَنَفَرَ النَّاسُ كَالْحُمُرِ الْوَحْشِيَّةِ، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

(التعليق المغني: ١/ ٢٨٣ وعون المعبود، باب تسوية الصفوف: ٢/ ٣٦٣)

"ان احادیث میں تسویۃ الصفوف کے اہتمام اور یہ کہ تسویۃ الصفوف سے نماز مکمل اور صحیح ہوتی ہے' کی واضح دلیل موجود ہے' نیز یہ بھی کہ صف میں کوئی نمازی دوسرے نمازیوں سے آگے پیچھے نہ ہو' اور یہ بھی واضح ہے کہ ہر نمازی اپنا کندھا' بازو' قدم اور ٹخنہ اپنے قریبی ساتھی کے بازو' کندھے' قدم اور ٹخنے سے ملائے۔ لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں نے یہ سنت ترک کر دی ہے اور اگر کوئی اس سنت پر عمل کرے تو لوگ اس کے اس مسنون عمل پر جنگلی گدھوں کی طرح بدک اٹھتے ہیں۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔"

② تسویۃ الصفوف' مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دوست رکھنے' اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی اور صلہ رحمی کرنے کا عظیم سبب ہے' چنانچہ اگر آپ نمازیوں کو ایک سیدھی اور استوار شدہ صف میں خوب مل جل کر اور گتھی ہوئی حالت میں کھڑا دیکھیں' حتی کہ ہر نمازی کا بازو اور کندھا اس کے ساتھ والے نمازی کے بازو اور کندھے سے اور اس کا قدم اس کے ساتھی کے قدم سے ملا ہو' تو بلا شبہ ان کی یہ حالت ان کے درمیان باہمی الفت و محبت' اتحاد و اتفاق اور مودت و صلہ رحمی پر دلالت کرتی ہے' برخلاف اس کے اگر آپ انہیں ایک دوسرے سے دور

اور بکھری ہوئی حالت میں کھڑا دیکھیں تو ان کی یہ حالت ان کے دلوں کے درمیان نفرت' بغض و عناد اور اختلافات کی عکاسی کرتی ہے اور یہ چیز رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا عین مصداق ہے جو سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے' ایک دن آپ تشریف لائے اور (نماز پڑھانے کی جگہ کھڑے ہو گئے) آپ نے ایک آدمی کو دیکھا' اس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا' اس پر آپ نے فرمایا:

«لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» (صحيح البخاري، الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها، ح: ٧١٧ وصحيح مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها ... الخ، ح: ٤٣٦ وجامع الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في إقامة الصفوف، ح: ٢٢٧)

"اپنی صفوں کو بالکل برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بدل دے گا۔"

سنن ابی داود میں «أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ» "ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔" [1] اور سنن دار قطنی میں «فَوَاللّٰهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَتُخَالِفَنَّ قُلُوبُكُمْ» "اللہ کی قسم! تم اپنی صفوں کو درست کر لو' ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔" کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ [2]

---

[1] سنن ابی داود' الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف' حدیث: 662۔

[2] سنن الدارقطنی: 1/287۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

وَاخْتُلِفَ فِي الْوَعِيدِ الْمَذْكُورِ فَقِيلَ: هُوَ عَلٰى حَقِيقَتِهٖ وَالْمُرَادُ تَشْوِيهُ الْوَجْهِ بِتَحْوِيلِ خَلْقِهٖ عَنْ وَضْعِهٖ بِجَعْلِهٖ مَوْضِعَ الْقَفَا أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَهُوَ نَظِيرُ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْوَعِيدِ فِيمَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ حَمَلَهُ عَلَى الْمَجَازِ (فتح الباري، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها: ٢/٢٦٨ ـ ٢٦٩ وعون المعبود: ١/٣٥٤ ملخصًا)

"اس وعید (شدید ڈانٹ) کے متعلق علماء کا اختلاف ہے' بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس وعید سے حقیقت میں "تَشْوِيهُ الْوَجْه" اور "تَحْوِيلُ الخَلْق" مراد ہے' یعنی اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو مسخ کر دے گا اور ان کے جسمانی اعضاء کو بدل دے گا' جیسا کہ نماز میں امام سے پہلے مقتدی کے سر اٹھانے کے بارے میں' ایک دوسری وعید میں رسول اللہ ﷺ سے یوں مروی ہے: «أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ» کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی مانند بنا دے گا۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ وعید (حقیقت پر نہیں بلکہ) مجاز پر محمول ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی' علامہ شمس الحق عظیم آبادی اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہم اللہ نے آگے چل کر امام نووی رحمہ اللہ کا قول یوں نقل فرمایا ہے:

قَالَ النَّوَوِيُّ: مَعْنَاهُ يُوقِعُ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ وَاخْتِلَافَ الْقُلُوبِ، كَمَا تَقُولُ: تَغَيَّرَ وَجْهُ فُلَانٍ عَلَيَّ، أَيْ ظَهَرَ لِي مِنْ وَجْهِهِ كَرَاهِيَةٌ، لِأَنَّ مُخَالَفَتَهُمْ فِي الصُّفُوفِ مُخَالَفَةٌ فِي ظَوَاهِرِهِمْ، وَاخْتِلَافُ الظَّوَاهِرِ سَبَبٌ لِاخْتِلَافِ الْبَوَاطِنِ، وَيُؤَيِّدُهُ رِوَايَةُ أَبِي دَاوُدَ وَغَيْرِهِ بِلَفْظِ: أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ (فتح الباري، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها: ٢/ ٢٦٩ وعون المعبود: ٢/ ٣٦٢ وتحفة الأحوذي: ٢/ ١٥)

"امام نووی رحمہ اللہ نے اس کے معنی یہ بتائے ہیں کہ تمہارے درمیان بغض و عداوت' باطنی کدورت اور دلوں میں اختلاف واقع ہو جائے گا' جس طرح کہ تم کہتے ہو کہ فلاں کا چہرہ مجھے دیکھ کر بدل گیا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے لیے اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو گئے۔ صفوں میں نمازیوں کی باہمی مخالفت ان کے ظاہری اختلاف کا باعث ہوتی ہے اور ظاہری اختلاف کا سبب باطنی اختلاف ہی ہوتا ہے۔ اس بات کی تائید ابوداود وغیرہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے ((أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ)) "یعنی ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔"

پس معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے نمازیوں کے دلوں میں اختلاف اور ان کے

درمیان بغض و عداوت اور انتشار کا سبب' صف میں ان کے اختلاف کو قرار دیا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو مسلمانوں کے بارے میں شیطان اور اس کے چیلوں چانٹوں کو حد درجہ محبوب ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ان تمام اسباب سے دور رکھے' جو کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی سے بعد (دوری) کا سبب بنیں۔

③ "تسویۃ الصفوف" ہماری امت کو سابقہ تمام امتوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اللہ عزوجل نے ہمیں اس عمل کے ذریعے سے دوسری تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے' چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ . . . الحديث»(مسند أحمد: ٥/ ٣٨٣ وصحيح مسلم، المساجد ومواضع الصلوٰة، باب المساجد ومواضع الصلوٰة، ح: ٥٢٢ والسنن الكبرى للبيهقي، باب الدليل على أن الصعيد الطيب هو التراب: ١/ ٢١٣، ٢٢٣)

"ہمیں تمام انسانوں پر تین اعتبار سے فضیلت بخشی گئی ہے (جن میں سے ایک یہ ہے کہ) ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند قرار دیا گیا ہے۔۔۔" الحدیث۔

علامہ محمد ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ نے اس پر "صحیح" کا حکم لگایا ہے۔[1]

---

① صحیح الجامع الصغیر: 778/2- ارواء الغلیل: 318/1-

پس نماز میں صفوں کو سیدھا اور برابر رکھنا ہمارے امتیازی فضائل میں سے ہے' چنانچہ ہمیں اس بات کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ اس (مسنون) کام کو ہرگز ترک نہ کریں جس کے باعث اللہ نے ہمیں تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے۔

④ "تسویۃ الصفوف" نماز میں شیطان کی مداخلت اور تشویش و وساوس پیدا کرنے کے جملہ وسائل کو ختم کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ پس جو نمازی صفوں میں ایک دوسرے سے خوب مل کر نماز ادا کرتے ہیں اور اگر صف کے درمیان خلاء ہو تو اسے پُر کرتے ہیں' درحقیقت وہ اپنے درمیان شیطان کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑتے کہ وہ ان کے درمیان گھس کر ان کی نمازوں میں دخل اندازی کر سکے' چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

«سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، وَحَاذُوا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ، وَلِينُوا فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَذَفِ - يَعْنِي أَوْلَادَ الضَّأْنِ الصِّغَارَ»(مسند أحمد: ٥/ ٢٦٢)

"اپنی صفوں کو برابر کرو' اپنے کندھے برابر رکھو' اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور درمیانی فاصلے بند کرو' کیونکہ شیطان بھیڑ کے بچے کی مانند تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔"

علامہ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔[1] اور علامہ ہیثمی

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب 330/1' حدیث: 491۔

رحمہ اللہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ «رِجَالُ أَحْمَدَ مُوَثَّقُوْنَ»
اسی مسئلہ کی بابت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

«رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَذَفُ»(سنن أبي داود، الصلوٰة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٧ وشرح السنة: ٣/ ٣٦٩)

”اپنی صفوں کو (سیسہ پلائی دیوار کی طرح) ملاؤ‘ ان میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہو کر کھڑے ہوا کرو اور اپنی گردنوں کو برابر رکھو‘ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے‘ میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ خالی جگہوں میں سے صفوں میں گھس آتا ہے گویا وہ بکری کا بچہ ہو۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اس کے متعلق فرماتے ہیں:

«سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَخَلَّلُهَا كَالْحَذَفِ ۔ أَوْ كَأَوْلَادِ الْحَذَفِ»(مجمع الزوائد، باب صلة الصفوف وسد الفرج: ٢/ ٩١، ح: ٢٥٠٦)

”اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کرو‘ کیونکہ شیطان بھیڑیا بھیڑ کے بچے کی مانند ان میں داخل ہو جاتا ہے۔“

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کی سند کے راوی

ثقہ ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب تک شیطان نمازیوں سے دور رہتا ہے ان کی نمازوں میں خشوع و خضوع کا اضافہ ہوتا رہتا ہے اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ ٱلْمُؤْمِنُونَ ۝١ ٱلَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَٰشِعُونَ ۝٢﴾

(المومنون۲۳/ ۱۔۲)

"یقیناً ایمان داروں نے نجات حاصل کرلی' جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔"

صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کا حکم: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَحْسِنُوا إِقَامَةَ الصُّفُوفِ فِي الصَّلَاةِ»(مجمع الزوائد، باب في الصف للصلوة: ۲/ ۸۹، ح: ۲۴۹۲)

"نماز میں صفوں کو اچھی طرح سیدھا کیا کرو۔"

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔ ایک اور حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالْفُرَجَ - يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ»(مجمع الزوائد، باب صلة الصفوف وسد الفرج: ۲/ ۹۱، ح: ۲۵۰۵)

"نماز میں (صفوں کے درمیان) فاصلہ چھوڑنے سے بچو۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "صحیح بخاری" میں "بَابُ إِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوْفَ" "جو شخص صفیں پوری نہ کرے اس کے گناہ کا باب۔" کے عنوان سے باب قائم کیا ہے اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ فقہی مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ نماز میں صفوں کو درست اور برابر کرنا واجب ہے اور اس کا تارک گناہ گار ہے' اور کیوں نہ ہو جبکہ احادیث نبوی کے مطابق' صفوں کے برابر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ الْبُخَارِيُّ أَخَذَ الْوُجُوْبَ مِنْ صِيغَةِ الْأَمْرِ فِي قَوْلِهِ: "سَوُّوا صُفُوفَكُمْ" وَمِنْ عُمُوْمِ قَوْلِهِ: "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" وَمِنْ وُرُوْدِ الْوَعِيدِ عَلٰى تَرْكِهِ» (فتح الباري، الأذان، باب إثم من لم يتم الصفوف: ٢/ ٢٧٢)

"یہاں اس بات کا احتمال پایا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد: «سَوُّوا صُفُوْفَكُمْ» میں پائے جانے والے صیغۂ امر اور آپ کے حکم: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» "نماز ٹھیک اسی طرح پڑھو جس طرح کہ تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے" کے عموم اور صفوں کو برابر نہ رکھنے کے بارے میں جو وعید وارد ہے ان سب کے پیش نظر "تسویۃ الصفوف" کے وجوب کا حکم لیا ہو۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حدیث: «لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» ”یعنی تم اپنی صفوں کو بالکل برابر اور سیدھا کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بدل دے گا۔“ کی شرح میں مزید فرماتے ہیں:

وَفِيهِ مِنَ اللَّطَائِفِ وُقُوعُ الْوَعِيدِ مِنْ جِنْسِ الْجِنَايَةِ وَهِيَ الْمُخَالَفَةُ، وَعَلَى هَذَا فَهُوَ وَاجِبٌ، وَالتَّفْرِيطُ فِيهِ حَرَامٌ

(فتح الباري، الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها: ٢/٢٦٨)

”اس میں مخالفت پر گناہ کی وعید کے وقوع کا لطیف نکتہ موجود ہے“ لہٰذا ”تسویۃ الصفوف“ واجب ہے اور اس بارے میں کسی بھی طرح کی غفلت اور کمی حرام ہے۔“

امام ابن حزم الظاہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا وَعِيدٌ شَدِيدٌ، وَالْوَعِيدُ لاَ يَكُونُ إِلاَّ فِي كَبِيرَةٍ مِنَ الْكَبَائِرِ (المحلى لابن حزم: ٤/٥٥)

”یہ شدید قسم کی وعید ہے اور وعید (ڈانٹ ڈپٹ) کسی گناہ کبیرہ پر ہی ہوتی ہے۔“

جو لوگ ”تسویۃ الصفوف“ کے مستحب ہونے کے قائل ہیں ان کی تردید فرماتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

... بَلْ أَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِتَقْوِيمِ الصُّفُوفِ وَتَعْدِيلِهَا، وَتَرَاصِّ الصُّفُوفِ وَسَدِّ الْخَلَلِ، وَسَدِّ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، كُلُّ

ذٰلِكَ مُبَالَغَةٌ فِي تَحْقِيقِ اجْتِمَاعِهِمْ عَلٰى أَحْسَنِ وَجْهٍ بِحَسَبِ الإِمْكَانِ، وَلَوْ لَمْ يَكُنِ الاِصْطِفَافُ وَاجِبًا، لَجَازَ أَنْ يَقِفَ وَاحِدٌ خَلْفَ وَاحِدٍ، وَهَلُمَّ جَرًّا، وَهٰذَا مِمَّا يَعْلَمُ كُلُّ أَحَدٍ عِلْمًا عَامًّا أَنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ صَلَاةَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَو كَانَ هٰذَا مِمَّا يَجُوزُ لَفَعَلَهُ الْمُسْلِمُونَ وَلَو مَرَّةً، بَلْ وَكَذٰلِكَ إِذَا جَعَلُوا الصَّفَّ غَيْرَ مُنْتَظِمٍ: مِثْلَ أَنْ يَتَقَدَّمَ هٰذَا عَلٰى هٰذَا، وَيَتَأَخَّرَ هٰذَا عَنْ هٰذَا، لَكَانَ ذٰلِكَ شَيْئًا قَدْ عُلِمَ نَهْيُ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ، وَالنَّهْيُ يَقْتَضِي التَّحْرِيمَ (مجموع الفتاوى: ۲۳/ ۳۹٤)

"... بلکہ نبی ﷺ نے تو نمازیوں کو صفیں برابر اور سیدھا رکھنے نیز صفوں میں ایک دوسرے کے ساتھ خوب مل کر کھڑے ہونے' درمیان کے شگافوں کو بند کرنے اور بترتیب صفوں کے درمیانی خلا کو پُر کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تمام چیزیں حسب امکان نمازیوں کے احسن طریقے کے ساتھ جمع ہونے کی تاکید پر دلالت کرتی ہیں' اگر صف بندی واجب نہ ہوتی تو ایک شخص کا دوسرے شخص کے آگے پیچھے کھڑا ہونا بھی جائز ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہر وہ شخص جس کو ذرا بھی علم ہے' بخوبی جانتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی نماز کا طریقہ نہیں ہے۔ اگر یہ چیز جائز ہوتی تو کم از کم ایک مرتبہ مسلمانوں نے ضرور ایسا کیا ہوتا' بلکہ اسی طرح اگر وہ

غیر منظم صف بنائیں مثلاً آگے پیچھے کھڑے ہو جائیں تو یہ ایسی صورت ہے کہ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ممانعت معلوم ہے اور ممانعت حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔"

شارح جامع الترمذی علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ بِظَاهِرِهِ عَلَى وُجُوبِ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ(تحفة الأحوذي، الصلوة، باب ماجاء في إقامة الصفوف: ٢/ ١٥)

"یہ حدیث بظاہر "تسویۃ الصفوف" کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔"

نیز علامہ محمد ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«فَالْحَقُّ أَنَّ سَدَّ الْفُرْجَةِ وَاجِبٌ مَا أَمْكَنَ»(السلسلة الأحاديث الضعيفة: ٢/ ٣٢٣)

"حق یہ ہے کہ صفوں کے خلل (درمیانی فاصلے) کو پر کرنا واجب ہے۔"

صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کا طریقہ: بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ ہم صفیں کس طرح پوری کریں؟ اس کا تفصیلی جواب ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر دیں گے۔ اس سلسلہ میں پہلے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا:

«أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ فَقُلْنَا:

يَارَسُوْلَ اللهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلاَئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالَ: يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْمُقَدَّمَةَ، وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ (صحيح مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة والنهي عن الإشارة باليد ... الخ: ٤٣٠؛ وسنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦١ واللفظ له)

"تم اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح کہ فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں باندھتے ہیں؟ ہم نے پوچھا کہ فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے خوب مل کر (سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح) کھڑے ہوتے ہیں۔"

علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں:

«"عِنْدَ رَبِّهِمْ" أَيْ عِنْدَ قِيَامِهِمْ لِطَاعَةِ رَبِّهِمْ، أَوْ عِنْدَ عَرْشِ رَبِّهِمْ "يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْمُقَدَّمَةَ" أَيْ يُتِمُّوْنَ الصَّفَّ الأَوَّلَ، وَلاَ يَشْرَعُوْنَ فِي الثَّانِي حَتّٰى يُتِمُّوا الأَوَّلَ، وَلاَ فِي الثَّالِثِ حَتّٰى يُتِمُّوا الثَّانِيَ وَلاَ فِي الرَّابِعِ حَتّٰى يُتِمُّوا الثَّالِثَ وَهٰكَذَا إِلٰى آخِرِهَا» (عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٣٦١/٢، ٣٦٢)

"اس حدیث میں «عِنْدَ رَبِّهِمْ» "اپنے رب کے حضور" سے مراد یہ ہے کہ جب فرشتے اپنے رب کی اطاعت کے لیے یا اپنے رب کے حضور

عرش کے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔ اور «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْمُقَدَّمَةَ» سے مراد یہ ہے کہ وہ پہلے اگلی صف کو مکمل کرتے ہیں' اور جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو جائے دوسری صف میں کھڑے نہیں ہوتے اور جب تک دوسری صف مکمل نہ ہو جائے تیسری میں کھڑے نہیں ہوتے اور اسی طرح جب تک تیسری مکمل نہ ہو جائے چوتھی صف میں نہیں کھڑے ہوتے' اسی طرح آخر تک وہ اسی چیز کا خیال رکھتے ہیں۔"

لہذا تمام نمازیوں کو چاہیے کہ پہلی صف کی عظیم فضیلت کے پیش نظر اس میں کھڑے ہونے کی کوشش کریں' پھر اس کے بعد والی صفوں کو پورا کریں' اور اس طرح پہلی صف کو دوسری پر ترجیح دی جائے۔

⑫ اسی طرح نمازیوں کو پہلی صف کی تکمیل کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو پیش نظر رکھنا چاہیے:

«لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُوا الأَحْلَامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الأَسْوَاقِ»(صحيح مسلم، الصلوة باب تسوية الصفوف وإقامتها، ح: ٤٣٢ وسنن أبي داود، الصلوة، باب من يستحب أن يلي الإمام ... الخ، ح: ٦٧٤، ٦٧٥ واللفظ له)

"چاہیے کہ (صف میں) تمہارے اہل عقل و دانش میرے قریب کھڑے ہوا کریں' پھر جو ان کے قریب ہیں' ان کے بعد وہ جو ان کے قریب

ہیں اور اختلاف نہ کرو' ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آ جائے گا اور بازاری اختلاط' خصومات اور شور و غوغا سے بچو۔"

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ تَقْدِيمُ الْأَفْضَلِ فَالْأَفْضَلِ إِلَى الإِمَامِ لِأَنَّهُ أَوْلَى بِالإِكْرَامِ وَلِأَنَّهُ رُبَّمَا احْتَاجَ الإِمَامُ إِلَى اسْتِخْلَافٍ فَيَكُونُ هُوَ أَوْلَى، وَلِأَنَّهُ يَتَفَطَّنُ لِتَنْبِيهِ الإِمَامِ عَلَى السَّهْوِ لِمَا لَا يَتَفَطَّنُ لَهُ غَيْرُهُ، وَلِيَضْبِطُوا صِفَةَ الصَّلٰوةِ وَيَحْفَظُوهَا وَيَنْقُلُوهَا وَيُعَلِّمُوهَا النَّاسَ وَلِيَقْتَدِيَ بِأَفْعَالِهِمْ مَنْ وَرَائَهُمْ (عون المعبود، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكراهية التأخر: ٢/ ٣٧٢)

"اس حدیث میں اصحاب علم و فضل کو امام کے قریب کھڑا ہونے کی تعلیم دی گئی ہے' کیونکہ یہ ان کی تکریم کا باعث ہے اور کبھی امام کو نائب کی ضرورت پیش آ جاتی ہے' تو وہ نیابت کے لیے مناسب تر ہوتے ہیں' نیز ان کا امام کے قریب کھڑا ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ دوسروں کی بنسبت باریک بیں ہیں اور اچھی طرح امام کے بھول جانے پر اسے متنبہ کر سکیں' طریقہ نماز کو اچھی طرح ضبط کر سکیں' اس کو یاد کر سکیں' اسے دوسروں تک پہنچا سکیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے سکیں اور ان کے پیچھے کھڑے ہونے والے نمازی ان کے افعال کی

اقتدا کر سکیں۔"

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيْ لِيَدْنُ مِنِّي الْبَالِغُونَ الْعُقَلَاءُ لِشَرَفِهِمْ، وَمَزِيدِ تَفَطُّنِهِمْ وَتَيَقُّظِهِمْ وَضَبْطِهِمْ لِصَلَاتِهِ، وَإِنْ حَدَثَ بِهِ عَارِضٌ يَخْلُفُوهُ فِي الْإِمَامَةِ(عون المعبود، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكراهية التأخر: ۲/ ۲۷۲)

"بالغ اور عقل مند لوگوں کو ان کے احترام' بہترین فہم و فراست' بیدار مغزی اور آپ کی نماز کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی بنا پر (آپ نے فرمایا کہ) وہ میرے قریب رہیں' نیز اگر کوئی حادثہ یا ضرورت پیش آ جائے تو امامت میں وہ آپ کے قائم مقام بن سکیں۔"

امام بغوی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ بالا حدیث کی تقریباً یہی توجیہ فرمائی ہے۔ [1]

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے ان نمازیوں کو کھڑے ہونا چاہیے جو بالغ' عقلمند' دین کا زیادہ علم رکھنے والے اور صاحب تمیز ہوں' پھر جو ان اوصاف میں ان کے قریب تر ہوں۔ یہ اس لیے ہے کہ اگر امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے لقمہ دے سکیں یا اچانک کوئی حادثہ یا مصیبت پیش آ جائے تو امام کے قائم مقام بن سکیں۔

---

[1] شرح السنة: 376/3۔

جہاں تک "تسویۃ الصفوف" کی کیفیت کا تعلق ہے تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا، يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ(صحيح البخاري، الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب، والقدم بالقدم في الصف، ح: ٧٢٥)

"اپنی صفیں سیدھی کرو کیونکہ میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔ (یہ آپ کا معجزہ تھا) اور (سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) "ہم میں سے ہر شخص (صفوں میں) اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي لأَنْظُرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَنْظُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، سَوُّوا صُفُوفَكُمْ وَأَحْسِنُوا رُكُوعَكُمْ وَسُجُودَكُمْ»(مجمع الزوائد، باب في الصف للصلاة: ٢/ ٨٩، ح: ٢٤٩٣)

"میں تمہیں اپنے پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح میں تمہیں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں' اپنی صفوں کو درست اور سیدھا کرو اور اپنے رکوع و سجود کو احسن طریقے سے انجام دو۔"

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ

ہیں۔
سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
«اِسْتَوُوا، اِسْتَوُوا، اِسْتَوُوا، فَوَاللّٰہِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِي، كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ» (مسند أحمد: ٢٦٨/٣، ٢٨٦، شرح السنة، باب تسوية الصف وإتمامه: ٣٦٦/٣)
"سیدھے ہو جاؤ' برابر ہو جاؤ! اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے میں تمہیں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔"
جس طرح پیچھے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے' اسی طرح سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں:
«فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ، وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ» (سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٢)
"(صف بندی کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ) میں نے دیکھا کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا' گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنہ چپکا دیتا تھا۔"
علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ①

---

① صحیح الترغیب و الترہیب، 1/338، 339۔

افسوس کہ بعض علماء وہ حدیثیں تو بیان کرتے ہیں جن میں صفیں سیدھی اور برابر کرنے کا حکم مذکور ہے' لیکن وہ حدیثیں بیان نہیں کرتے جن میں خوب مل کر کھڑے ہونے کا حکم مروی ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَ حَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ»

(سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٦٦٦)

"صفوں کو قائم کرو' کندھے کو برابر کرو (صفوں کے اندر) ان جگہوں کو پر کرو جو خالی رہ جائیں' اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور صفوں کے اندر شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو' جو شخص صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے (اپنی رحمت اور عنایت کاملہ سے) ملائے گا اور جو شخص صف کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹے گا۔"

امام ابوداود رحمہ اللہ حدیث بیان کرنے کے بعد ((وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ)) "اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔" کا یہ معنی بیان کرتے ہیں:

«إِذَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الصَّفِّ، فَذَهَبَ يَدْخُلُ فِيهِ فَيَنْبَغِي أَنْ يُلَيِّنَ لَهُ كُلُّ رَجُلٍ مَنْكِبَيْهِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ» (سنن أبي داود، الصلاة باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٦)

"اگر کوئی شخص آ کر (شگاف ہونے کے باعث) صف میں داخل ہونا چاہیے تو ہر نمازی کو چاہیے کہ اس کے لیے اپنے کندھوں اور بازوؤں کو نرم کر دے حتی کہ وہ شخص صف میں داخل ہو جائے۔"

اس بارے میں صاحب "عون المعبود" فرماتے ہیں:

«(وَلِينُوا) أَيِ كُونُوا لَيِّنِينَ، هَيِّنِينَ، مُنْقَادِينَ (بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ) إِذَا أَخَذُوا بِهَا لِيُقَدِّمُوكُمْ أَوْ يُؤَخِّرُوكُمْ حَتَّى يَسْتَوِيَ الصَّفُّ لِتَنَالُوا فَضْلَ الْمُعَاوَنَةِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٢/٣٦٦)

"(وَلِينُوا) کا مطلب یہ ہے کہ نرم خو، خوش مزاج اور فرمانبردار بن جاؤ، اور (بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ) کا مطلب ہے کہ اگر وہ (تمہارے بھائی) صف کو سیدھا اور برابر کرنے کے لیے تمہیں آگے پیچھے کریں تو (ان کی) نیکی اور تقویٰ کے کام میں بڑھ چڑھ کر معاونت کرو۔"

اس کے بعد موصوف رحمہ اللہ جو کچھ لکھتے ہیں بلاشبہ وہ مرجوح قول ہے، فرماتے ہیں:

وَيَصِحُّ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ لِينُوا بِيَدِ مَنْ يَجُرُّكُمْ مِنَ الصَّفِّ أَيْ وَافِقُوهُ وَتَأَخَّرُوا مَعَهُ، لِتُزِيلُوا عَنْهُ وَصْمَةَ الِانْفِرَادِ الَّتِي أَبْطَلَ بِهَا بَعْضُ الْأَئِمَّةِ (عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٢/٣٦٦)

"اس سے اس کی مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس شخص کے ہاتھوں میں

نرم ہو جاؤ جو تمہیں (اکیلا ہونے کے باعث) صف سے پیچھے کھینچ رہا ہو یعنی اس کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے اس کے ساتھ پیچھے ہٹ جاؤ' تاکہ اس سے اکیلے پن کا عیب زائل ہو جائے' جیسا کہ بعض ائمہ نے اس کے باعث اس کی نماز کو باطل ٹھہرایا ہے۔" (پھر موصوف رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی تائید میں ابوداود کی ایک مرسل روایت سے استدلال پیش کرتے ہیں۔)

بہرحال ان تمام احادیث کی روشنی میں "تسویہ الصفوف" کی جو کیفیت واضح ہوتی ہے وہ حسب ذیل ہے:

(الف) اقامت صفوف: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ» "صفوں کو قائم کرو" یعنی صفیں برابر کرو حتی کہ کوئی کجی اور خم باقی نہ رہے اور کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے آگے پیچھے یا ٹیڑھا کھڑا نہ ہو۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ» کی شرح میں فرماتے ہیں «عَدِّلُوهَا وَ سَوُّوهَا» یعنی ان کو سیدھا اور برابر کرو![1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں نماز کے دوران میں اقامت صفوف کی تحسین کا حکم یوں ہے:

«أَحْسِنُوا إِقَامَةَ الصُّفُوفِ فِي الصَّلَاةِ» (مسند أحمد: ۲/۴۸۵)

---

[1] عون المعبود: 262/2۔

"نماز میں صفوں کو اچھی طرح سیدھا کیا کرو۔"

شیخ محمد ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے راوی صحیح ہیں۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک دوسری حدیث میں اقامت صف کو حسن صلاۃ سے تعبیر کیا گیا ہے' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

«وَأَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ» (صحیح البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، ح: ٧٢٢)

"نماز میں صفوں کو سیدھا کرو' کیونکہ صف کو درست کرنا نماز کے حسن میں سے ہے۔"

(ب) <u>بازوؤں اور کندھوں کو برابر کرنا:</u> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ» "کندھوں اور بازوؤں کو برابر کرو" اس حکم نبوی کی شرح میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أَيْ اِجْعَلُوا بَعْضَهَا حِذَاءَ بَعْضٍ، بِحَيْثُ يَكُونُ مَنْكِبُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُصَلِّينَ مُوَازِيًا لِمَنْكِبِ الْآخَرِ، وَمُسَامِتًا لَهُ فَتَكُونَ الْمَنَاكِبُ، وَالْأَعْنَاقُ، وَالْأَقْدَامُ عَلَى سَمْتٍ وَاحِدٍ» (عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٢/ ٣٦٥)

---

① صحیح الترغیب و الترهیب: 334/1' حدیث: 498۔

"یعنی صف میں نمازی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح برابر کھڑے ہوں کہ ان میں سے ہر نمازی کے بازو اور کندھے دوسرے نمازی کے بازو اور کندھوں کے برابر ہو جائیں تا کہ صف میں کھڑے سب نمازیوں کے بازو' کندھے' گردنیں اور قدم' غرض کہ سب اعضاء ایک ہی سمت میں ہو جائیں۔"

(ج) صف کے درمیانی فاصلوں اور شگافوں کو بند کرنا: "تسویۃ الصفوف" کے لیے صف میں پائے جانے والے خلل اور شگافوں کو بند کرنا بھی انتہائی ضروری ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قدم سے قدم ملا لیے جائیں اور ایک دوسرے سے خوب مل کر کھڑا ہوا جائے' جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ الأَمْرُ بِسَدِّ خَلَلِ الصَّفِّ، وَالتَّرْغِيبُ فِيهِ فِي أَحَادِيثَ كَثِيرَةٍ (فتح الباري، الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف: ٢/ ٢٧٣)

"صف کے شگاف بند کرنے کا حکم اور اس کی ترغیب بہت ساری احادیث میں وارد ہے۔"

(د) نمازی بھائیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ((وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ)) "یعنی اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ" اس صفت کے حامل شخص کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف فرمائی ہے' چنانچہ سیدنا ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ» (سنن ابي داود، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٧٢)

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں۔"

یہ حدیث "مسند البزار" میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوعاً مروی ہے اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کی اسناد حسن ہے۔ ①

نیز ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نمازیوں کو بہترین مسلمان قرار دیا ہے جن کے بازو اور کندھے حالت نماز میں نرم رہتے ہیں' یعنی جب کوئی صف کی درستی کے لیے انہیں آگے پیچھے کرنا چاہے تو بڑی نرمی اور محبت کے ساتھ آگے پیچھے ہو جاتے ہیں' سختی کے ساتھ اڑ نہیں جاتے۔ یہاں «الأَلْيَنُ الْمَنْكِبِ» یعنی کندھے اور بازو کی نرمی سے مراد علامہ مناوی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے:

«لَا يُخَاشِنُ مَنْكِبُهُ مَنْكِبَ صَاحِبِهِ وَلَا يَمْتَنِعُ لِضِيقِ الْمَكَانِ عَلَى مُرِيدِ الدُّخُولِ فِي الصَّفِّ لِسَدِّ الْخَلَلِ (فيض القدير: ٦/ ٣١١٦)

"اپنا بازو اور کندھا اپنے ساتھی نمازی کے بازو اور کندھے سے اس سختی کے ساتھ جوڑ کر کھڑا نہیں ہوتا کہ اسے کہنی مارنے کا گمان ہونے لگے'

---

① مجمع الزوائد: 90/2۔

اسی طرح اگر کوئی شخص صف میں داخل ہونا چاہتا ہو تو اسے جگہ کی تنگی کے باعث یا فراخی اور کشادگی کے پیش نظر داخل ہونے سے نہیں روکتا۔"

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ اس کی بابت امام خطابی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

(مَعْنَاهُ) لُزُومُ السَّكِينَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَالطُّمَانِينَةُ فِيهَا، لَا يَلْتَفِتُ، وَلَا يُحَاكُّ بِمَنْكِبِهِ مَنْكِبَ صَاحِبِهِ، وَقَدْ يَكُونُ فِيهِ وَجْهٌ آخَرُ، وَهُوَ أَنْ لَا يَمْتَنِعَ عَلٰى مَن يُرِيدُ الدُّخُولَ بَيْنَ الصُّفُوفِ لِيَسُدَّ الْخَلَلَ أَوْ لِضِيقِ الْمَكَانِ، بَلْ يُمَكِّنُهُ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَا يَدْفَعُهُ بِمَنْكِبِهِ لِتَتَرَاصَّ الصُّفُوفُ وَتَتَكَاتَفُ الْجُمُوعُ (عون المعبود، باب تسوية الصفوف: ٢/٢٦٩ ومعالم السنن: ١/١٥٩)

"اس کے معنی نماز میں اطمینان و سکون سے کھڑا ہونے کے ہیں۔ یعنی نمازی کسی طرف متوجہ نہ ہو اور نہ اپنے بازوؤں اور کندھوں سے اپنے ساتھی کو دھکا دے۔ اس کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ صف کے اندر شگاف کو بند کرنے کے لیے یا جگہ کی تنگی کے باعث اگر کوئی صفوں کے بیچ میں داخل ہونا چاہتا ہو تو اسے نہ روکے' بلکہ اس کے داخلے کو ممکن بنائے' اور اپنے کندھوں سے اسے اس لیے نہ دھکیلے کہ

صفیں اچھی طرح مل جائیں اور لوگ کندھوں کو آپس میں ملا لیں۔

(ھ) بازو سے بازو، کندھے سے کندھا، قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملانا:

اس سے مقصد یہ ہے کہ صف میں ادنیٰ سا بھی فاصلہ اور شگاف باقی نہ رہے جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے میں ایک باب یوں مقرر فرمایا ہے۔ "بَابُ إِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِذٰلِكَ الْمُبَالَغَةُ فِي تَعْدِيلِ الصَّفِّ وَسَدِّ خَلَلِهِ (فتح الباري، الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف: ٢/ ٢٧٣)

"اس باب سے صف سیدھا رکھنے اور اس کے شگاف کو بند کرنے میں مبالغہ مراد ہے۔"

تسویۃ الصفوف کے متعلق نبی ﷺ اور سلف وصالحین کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمارے لیے تسویۃ الصفوف کے ضمن میں اپنے خصوصی اہتمام کی حیران کن مثالیں چھوڑی ہیں' خواہ وہ صحابہ امام رہے ہوں یا کہ مقتدی' چنانچہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسَوِّينَا فِي الصُّفُوفِ كَمَا يُقَوَّمُ الْقِدْحُ»(سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٣)

"نبی کریم ﷺ ہمیں صفوں میں ایسے برابر اور سیدھا کیا کرتے تھے جیسا کہ تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔"

ہم جانتے ہیں کہ عہد رسالت میں نبی ﷺ ہی مسلمانوں کے امام تھے' آپ "تسویۃ الصفوف" کے بارے میں کس قدر فکر مند رہتے تھے' اس کا اندازہ اوپر بیان کی گئی حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تیر کی مثال اس لیے دی گئی ہے کہ تیر بالکل سیدھا اور سو فیصد درست ہوتا ہے۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْخَطَّابِي: اَلْقِدْحُ، خَشَبُ السَّهْمِ إِذَا بُرِيَ وَأُصْلِحَ قَبْلَ أَنْ يُرَكَّبَ فِيهِ، اَلنَّصْلُ، وَالرِّيشُ اِنْتَهٰى «مَعْنَاهُ يُبَالِغ

فِي تَسْوِيَتِهَا حَتّٰى تَصِيرَ كَأَنَّمَا يُقَوَّمُ بِهَا السِّهَامُ لِشِدَّةِ اسْتِوَائِهَا وَاعْتِدَالِهَا» (عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٢/ ٢٦٣، ٢٦٤)

"امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اَلْقِدْحُ" تیر کی وہ لکڑی ہوتی ہے جس کے آگے تیر کا پھل اور پیچھے پر وغیرہ لگانے سے قبل اسے چھیل اور تراش کر سیدھا اور درست کیا جاتا ہے۔"

"اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کے لیے انتہا درجہ کا اہتمام فرماتے تھے' حتی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان صفوں کے اعتدال' سیدھے پن اور برابری سے تیروں کو سیدھا کر کے چھوڑا جا سکتا ہے۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ آپ ادھر ادھر سے صفوں کے اندر داخل ہوتے تھے اور صفوں کو اول سے آخر تک برابر کیا کرتے تھے' چنانچہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ، إِلٰى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ: لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ» (سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٤)

"رسول اللہ ﷺ صف کی ایک جانب سے داخل ہو کر دوسری طرف

چلے جاتے (اس اثناء میں) ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور فرماتے: صفوں میں ایک دوسرے سے آگے پیچھے مت ہوو، ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف آ جائے گا۔"

ایک اور حدیث میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسَوِّي مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ» (مجمع الزوائد، الصلاة، باب في الصف للصلاة: ٢/ ٩٠، ح: ٢٤٩٨)

"نبی کریم ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں کو برابر کیا کرتے تھے۔"

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد متصل اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

یہ نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے، جہاں تک آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اہتمام کا تعلق ہے تو ان میں سے بھی جو امام ہوتا، تو اس کی "تسویۃ الصفوف" کے بارے میں بہت زیادہ حرص قابل دید ہوتی تھی، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے:

«إِنْ كَانَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ حَتّٰى إِذَا قُلْنَا قَدْ كَبَّرَ، اِلْتَفَتَ فَنَظَرَ إِلَى الْمَنَاكِبِ، وَالْأَقْدَامِ» (مصنف ابن ابي شيبة، الصلاة، باب ما قالوا في إقامة الصف: ١/ ٣٠٩، ح: ٣٥٣٧)

"جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (نماز پڑھانے کے لیے) قبلے کی طرف متوجہ ہوتے،

یہاں تک کہ ہمیں گمان ہو جاتا کہ "اللہ اکبر" کہنے لگے ہیں تو وہ (ہماری طرف) متوجہ ہوتے اور لوگوں کے شانوں اور قدموں کی طرف دیکھا کرتے تھے۔"

ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، ثُمَّ يَقُولُ: تَقَدَّمْ يَافُلَانُ! تَقَدَّمْ يَافُلَانُ! تَأَخَّرْ يَافُلَانُ!»(مصنف عبدالرزاق، الصلاة، باب من ينبغي أن يكون في الصف الأول: ٢/ ٥٣، ح: ٢٤٥٨)

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صفیں درست کرنے کی تاکید فرماتے اور کہتے کہ اے فلاں! تم آگے آؤ اور اے فلاں! تم پیچھے چلے جاؤ۔"

ابو عثمان نہدی سے ہی مروی ایک دوسری روایت میں ہے وہ فرماتے ہیں:

«كُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَدَمَهُ لِإِقَامَةِ الصَّفِّ فِي الصَّلٰوةِ»(المحلى لابن حزم: ٤/ ٥٨)

"میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جن کے پاؤں کو سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نماز میں صف کی درستی کے لیے ٹھوکر ماری تھی۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کی صحت بیان کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

«صَحَّ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ ضَرَبَ قَدَمَ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ لِإِقَامَةِ الصَّفِّ»(فتح الباري، الأذان، باب إثم من لم يتم الصفوف: ٢/ ٢٧٦)

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے ابو عثمان نہدی کے پاؤں کو

صف کی درستی کے لیے ٹھوکر ماری تھی۔"

امام ابن حزم الظاہری رحمہ اللہ ابو عثمان نہدی کے اس واقعہ کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

مَا كَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِيَضْرِبَ أَحَدًا، وَيَسْتَبِيحَ بَشَرَةً مُحَرَّمَةً عَلَى غَيْرِ فَرْضٍ (المحلى لابن حزم: ٥٨/٤)

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرض کے سوا کسی اور بات پر کسی کو نہیں مارتے تھے اور نہ کسی کو سزا دینا جائز سمجھتے تھے۔"

"تسویۃ الصفوف" کے متعلق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خصوصی اہتمام کا اندازہ نافع رحمہ اللہ کی اس روایت سے بھی کیا جا سکتا ہے' آپ فرماتے ہیں:

«أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَإِذَا جَاؤُوهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ، كَبَّرَ» (الموطأ لامام مالك، قصر الصلاة في السفر، باب ماجاء في تسوية الصفوف: ١٥٨/١)

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (نماز میں) صفوں کو برابر کرنے کا حکم دیا کرتے تھے' جب (لوگ) آپ کو اطلاع دیتے کہ صفیں درست ہو گئی ہیں تو پھر آپ تکبیر کہتے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی اس بارے میں یوں روایت کی ہے:

«أَنَّهُ كَانَ يُوَكِّلُ رِجَالاً بِإِقَامَةِ الصُّفُوفِ، فَلاَ يُكَبِّرُ حَتَّى يُخْبَرَ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ» (الجامع الترمذي، الصلاة، باب

ماجاء في إقامة الصفوف، ح:٢٢٧)

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صفیں سیدھی کرنے کے لیے آدمی مقرر کیا کرتے تھے' جب تک آپ کو صفوں کی درستی کی اطلاع نہ دی جاتی' آپ تکبیر نہیں کہتے تھے۔"

ابو عثمان نہدی بیان کرتے ہیں:

«كُنْتُ فِيمَنْ يُقِيمُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُدَّامَهُ لِإِقَامَةِ الصَّفِّ»

(مصنف ابن أبي شيبة، الصلوات، باب ما قالوا في إقامة الصف:١/٣٠٩)

"میں بھی ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صفیں سیدھی کرنے کے لیے آگے بڑھایا تھا۔"

اسی طرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے:

ثُمَّ لاَ يُكَبِّرُ، حَتَّى يَأْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَيُخْبِرُونَهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَيُكَبِّرُ (موطا إمام مالك، الجمعة، باب ماجاء في الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب:١/١٠٤ ومصنف ابن أبي شيبة، الصلوات، باب ما قالوا في إقامة الصف:١/٣٠٩)

"آپ اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے جب تک کہ مقرر کردہ لوگ آپ کو صفوں کے سیدھا اور درست ہو جانے کی اطلاع نہیں دیتے تھے۔"

ابو سہل بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

«كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَامَتِ الصَّلٰوةُ، وَأَنَا أُكَلِّمُهُ فِي أَنْ يَفْرِضَ لِي فَلَمْ أَزَلْ أُكَلِّمُهُ، وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ، حَتّٰى جَاءَهُ رِجَالٌ، قَدْ كَانَ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ فَقَالَ لِي: اِسْتَوِ فِي الصَّفِّ ثُمَّ كَبَّرَ» (موطأ امام مالك، قصر الصلوة في السفر، باب ماجاء في تسوية الصفوف: ۱/ ۱۵۸ ومصنف عبدالرزاق، الصلوة، باب مسح الحصى: ۲/ ٤٠، ٤١٠٤)

"میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' اتنے میں نماز کی اقامت ہوئی۔ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں گفتگو کر رہا تھا کہ وہ مجھے مال میں سے کچھ حصہ دیں' میں نے اپنی گفتگو جاری رکھی' اور وہ اپنی جوتیوں سے کنکریوں کو ادھر ادھر برابر کر رہے تھے' حتیٰ کہ وہ لوگ آئے جنہیں آپ نے صفیں برابر کرنے کے لیے ذمہ دار ٹھہرایا تھا' انہوں نے آپ کو خبر دی کہ صفیں برابر ہو گئی ہیں تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ تم بھی صف میں برابر کھڑے ہو جاؤ' پھر آپ نے تکبیر کہی۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے متعلق بھی مروی ہے:

أَنَّهُمَا كَانَا يَتَعَاهَدَانِ ذٰلِكَ، وَيَقُولَانِ! اِسْتَوُوا، وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ: تَقَدَّمْ يَا فُلَانُ! تَأَخَّرْ يَا فُلَانُ! (جامع الترمذي، الصلاة،

باب ماجاء في إقامة الصفوف، ح: ٢٢٧)

"سیدنا عثمان اور سیدنا علی ؓ صفوں کو درست کرنے کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: برابر ہو جاؤ اور سیدنا علی ؓ (یہ بھی) فرمایا کرتے تھے! اے فلاں! تم آگے ہو جاؤ" اے فلاں! تم پیچھے ہو جاؤ۔"

یہ تھا خلفائے راشدین کا عمل کہ جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے' چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

«فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، فَتَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ» (مسند احمد: ٤/١٢٧)

"تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے' اس کے ساتھ چمٹے رہو اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔"

"خلفائے راشدین" کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام ؓ سے بھی صفوں کو درست کرنے کے بارے میں شدید اہتمام اور حرص منقول ہے' چنانچہ سوید بن غفلہ ؓ روایت کرتے ہیں:

«كَانَ بِلَالٌ يَضْرِبُ أَقْدَامَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيُسَوِّي مَنَاكِبَنَا» (مصنف عبدالرزاق، باب الصفوف: ٢/٤٧، ح: ٢٤٣٥ ومصنف ابن أبي شيبة، الصلوات، باب ما قالوا في إقامة الصلوة: ١/٣٠٩، ح: ٣٥٣٤)

"سیدنا بلال ؓ نماز میں ہمارے پاؤں پر مارتے تھے اور ہمارے

کندھوں کو سیدھا کرواتے تھے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔[1] علامہ ابن حزم رحمہ اللہ اس اثر کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

«فَهٰذَا بِلَالٌ مَا كَانَ لِيَضْرِبَ أَحَدًا عَلٰى غَيْرِ الْفَرْضِ»

(المحلی لابن حزم: ٤/٥٩)

"سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرض چھوڑنے کے سوا اور کسی وجہ سے لوگوں کو نہیں مارتے تھے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی تسویۃ الصفوف کے وجوب کے قائلین کا یہ قول نقل کیا ہے:

«مَا كَانَ عُمَرُ وَبِلَالٌ يَضْرِبَانِ أَحَدًا عَلٰى تَرْكِ غَيْرِ الْوَاجِبِ» (فتح الباري، الأذان، باب إثم من لم يتم الصفوف: ٢/ ٢٧٢)

"سیدنا عمر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما غیر واجب کام کے چھوڑنے پر کسی کو نہیں مارتے تھے۔"

شارح سنن ابی داود علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے سیدنا عمر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما کے ان واقعات سے یہ استنباط کیا ہے کہ ان کے ہاں صفوں کو درست کرنا واجب تھا' چنانچہ لکھتے ہیں:

---

[1] فتح الباری' الاذان' باب اثم من لم یتم الصفوف' 272/2۔

رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَبِلَالٍ، مَا يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ عِنْدَهُمَا، لِأَنَّهُمَا كَانَا يَضْرِبَانِ الْأَقْدَامَ عَلَى ذٰلِكَ(عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٢/ ٣٦٧)

"سیدنا عمر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما سے ایسے آثار مروی ہیں جو صفوں کو برابر رکھنے کے واجب ہونے پر دلالت کرتے ہیں' اس لیے کہ وہ ایسا نہ کرنے پر لوگوں کے پاؤں پر مارا کرتے تھے۔"

لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان واقعات سے تسویۃ الصفوف کے وجوب پر استدلال کو محل نظر بتاتے ہوئے' فرمایا ہے:

لِجَوَازِ أَنَّهُمَا كَانَا يَرَيَانِ التَّعْزِيرَ عَلَى تَرْكِ السُّنَّةِ(فتح الباري، الأذان، باب إثم من لم يتم الصفوف: ٢/ ٢٧٢)

"کیونکہ ممکن ہے کہ یہ دونوں حضرات سنت چھوڑنے پر سزا دینے کے قائل ہوں۔"

مشہور صحابیِ رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں:

«مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ إِعْتِدَالُ الصَّفِّ، لَأَنْ تَخِرَّ ثَنِيَّتَايَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَرَى خَلَلًا فِي الصَّفِّ، فَلَا أَسُدَّهُ»(المحلى لابن حزم: ٤/ ٥٩ ومصنف عبدالرزاق، الصلاة، باب فضل من وصل الصف والتوسع لمن دخل الصف: ٢/ ٥٧)

"صفوں کا درست کرنا نماز کو مکمل کرتا ہے' مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ

میرے دو دانت ٹوٹ جائیں اگر میں صف میں کوئی شگاف دیکھوں اور اسے بند نہ کروں۔"

امام ابن حزم رحمہ اللہ اس قول کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وھذا لا یتمنی فی ترک مباح أصلا۔(المحلی لابن حزم: ۴/ ۵۹)

"جس چیز کا چھوڑنا مباح ہو اس پر کوئی شخص اس طرح کی تمنا کا اظہار نہیں کر سکتا۔"

اس سلسلہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

وأقیموا صفوفکم فإنی أراکم من وراء ظھری، وکان أحدنا، یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وقدمہ بقدمہ(صحیح البخاری، الأذان، باب إلزاق المنکب بالمنکب، والقدم بالقدم فی الصف، ح: ۷۲۵)

"صفوں کو سیدھا کیا کرو، کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں (یہ آپ کا معجزہ تھا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم میں سے ہر شخص (صفوں میں) اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔"

اس کے علاوہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی روایات بھی اوپر بیان کی جا چکی ہیں، لہٰذا یہاں تکرار کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ مشہور صحابی

رسول سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا تُقَامُ الصَّلٰوةُ حَتّٰى تَكَامَلَ بِنَا الصُّفُوفُ»

(مجمع الزوائد، الصلاۃ، باب في الصف للصلاۃ: ۲/ ۹۰، ح: ۲٤۹٤)

"ہم نے دیکھا کہ نماز کے لیے اقامت اس وقت تک نہیں کہی جاتی تھی جب تک کہ ہماری صفیں مکمل (درست) نہ ہو جاتیں۔"

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔"

صف پوری نہ کرنے کی سزا: صف پوری نہ کرنے کے سلسلے میں جو سخت وعید رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے وہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بالترتیب مندرجہ ذیل روایات کی صورت میں اوپر گزر چکی ہے:

«لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» «أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» «مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ»

امام بخاری وغیرہ نے اس بارے میں درج ذیل الفاظ سے باب مقرر فرمایا ہے: «بَابُ إِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوفَ» "یعنی صفوں کو مکمل نہ کرنے والے شخص کے گناہ کا بیان۔"

سلف صالحین کا صف پورا نہ کرنے والے کی مذمت فرمانا: ہمارے سلف صالحین نے صفوں کو پوری نہ کرنے والے نمازیوں کی شدید مذمت فرمائی ہے،

چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ مدینہ گئے تو کسی نے آپ سے پوچھا' کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے عہد کی بہ نسبت ہم لوگوں میں کوئی ناجائز کام دیکھتے ہیں؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«مَا أَنْكَرْتُ شَيْئًا إِلاَّ أَنَّكُمْ لاَ تُقِيمُونَ الصُّفُوفَ» (صحيح البخاري، الأذان، باب إثم من لم يتم الصفوف، ح: ٧٢٤)

"میں تم میں صرف یہ ناجائز کام دیکھتا ہوں کہ تم صفوں کو برابر اور درست نہیں کرتے۔"

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

«فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ»

"پس میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملاتا رہتا تھا۔"

نیز فرمایا:

«وَلَوْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ لَنَفَرَ كَأَنَّهُ بَغْلٌ شَمُوسٌ» (فتح الباري، الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف: ٢/ ٢٧٤ والصحيحة: ٣١)

"لیکن اگر آج یہی کام میں کسی نمازی کے ساتھ کروں تو وہ اس طرح بدکتا ہے جس طرح کہ کوئی سرکش خچر ہو۔"

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ جو اگرچہ تسویۃ الصفوف کے وجوب کے قائل نہیں ہیں بلکہ اسے سنت (مستحب) قرار دیتے ہیں' فرماتے ہیں:

«إِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ لَمَّا كَانَتْ مِنَ السُّنَنِ الْمَنْدُوبِ إِلَيْهَا الَّتِي يَسْتَحِقُّ فَاعِلُهَا الْمَدْحَ، عَلَيْهَا دَلَّ عَلَى أَنَّ تَارِكَهَا يَسْتَحِقُّ الذَّمَّ» (فتح الباري، الأذان، باب إثم من لم يتم الصفوف: ٢/ ٢٧٢)

"چونکہ تسویۃ الصفوف ایک مستحسن اور محبوب عمل ہے اور اس کا عامل اپنے اس عمل پر تعریف کا مستحق ہے' تو یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسے چھوڑنے والا مذمت کا مستحق ہے۔"

تسویۃ الصفوف سے متعلق چند اہم مسائل: ذیل میں ہم ان چند مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی ہمارے نمازی بھائیوں کو اکثر و بیشتر ضرورت پیش آتی ہے:

۱۔ دو شخصوں کا باجماعت نماز ادا کرنا: اگر دو شخص باجماعت نماز ادا کرنا چاہتے ہوں تو مقتدی امام کے برابر اس کی داہنی جانب کھڑا ہو' جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی درج ذیل حدیث سے ثابت اور واضح ہوتا ہے' فرماتے ہیں:

«بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ،

فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ - وَفِي رِوَايَةٍ: قُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ - فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ»(صحيح البخاري، الأذان، باب يقوم عن يمين الإمام بحذائه سواء إذا كانا اثنين، ح: ٦٩٧ وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣)

"ایک مرتبہ میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ ؓ کے گھر رات گزاری (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء ادا فرمائی پھر تشریف لائے اور چار رکعات مزید پڑھیں' پھر سو گئے' پھر (نماز کے لیے) اٹھے' میں آپ کی بائیں جانب آ کر کھڑا ہو گیا (ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا) پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی دائیں جانب کر دیا اور پانچ رکعات پڑھیں۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے میں ایک باب یوں قائم کیا ہے:

بَابٌ: يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ (صحيح البخاري، الأذان، رقم الباب: ٥٧)

"یعنی اس بات کا بیان کہ جب دو ہی نمازی ہوں تو مقتدی امام کے دائیں جانب اس کے برابر کھڑا ہو گا۔"

امام بخاری رحمہ اللہ کے فتویٰ کے مطابق مقتدی امام کی دائیں جانب اس کے برابر کھڑا ہو' امام سے پیچھے ہٹے' نہ اس کی طرف جھکے اور نہ ہی اس سے دور ہٹ کر کھڑا ہو' بلکہ اسی طرح قیام کرے جس طرح کہ صف میں دو نمازی ایک

دوسرے کے پہلو میں کھڑے ہوتے ہیں' ایسا اس لیے ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ "میں نبی ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہوا۔" اور یہ چیز مساوات پر دلالت کرتی ہے' جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں تحریر فرمایا ہے۔ ①

امام بغوی رحمہ اللہ نے اس بارے میں یوں باب قائم کیا ہے:

بَابٌ إِذَا كَانَ مَعَ الْإِمَامِ رَجُلٌ وَاحِدٌ، يَقُومُ عَلَى يَمِينِهِ (شرح السنة: ٣/ ٣٨٢)

"اس چیز کا بیان کہ جب امام کے ساتھ ایک ہی آدمی ہو تو وہ (امام کے) دائیں جانب کھڑا ہوگا۔"

اور علامہ ابن رشد القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ عَلَى أَنَّ سُنَّةَ الْوَاحِدِ الْمُنْفَرِدِ أَنْ يَقُومَ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ لِثُبُوتِ ذٰلِكَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ (بداية المجتهد: ١/ ١٠٧)

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث کے ثبوت کی بنا پر جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مقتدی اکیلا ہو تو سنت یہ ہے کہ وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔"

---

① فتح الباری' کتاب الأذان' باب یقوم عن یمین الامام ..... الخ: 2/247۔

۲۔ صف کے پیچھے اکیلے نمازی کا کھڑا ہونا: اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت آئے کہ جب جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور اسے آخری صف میں بھی کھڑے ہونے کی جگہ نہ ملے تو ایسی صورت میں اسے کیا کرنا چاہیے۔۔۔؟

اس بارے میں پہلی بات تو یہ جان لینی چاہیے کہ کسی شخص کا صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے' کیونکہ ایک دن نبی ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ "نماز دوبارہ پڑھو" جیسا کہ سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں مذکور ہے' فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الصَّلٰوةَ»(مسند احمد: ٤/٢٢٨ وسنن أبي داود، الصلوة، باب الرجل يصلي وحده خلف الصف، ح: ٦٨٢)

"رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلا ہی نماز پڑھ رہا تھا' تو آپ نے اسے نماز دوہرانے کا حکم دیا۔"

امام ترمذی اور امام بغوی رحمہما اللہ نے اس حدیث کو "حسن" امام ابن حبان' علامہ احمد شاکر اور محمد ناصر الدین الالبانی رحمہم اللہ نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے' چنانچہ امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُ" [1] نیز بوصیری رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ [2] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور

---

[1] تحقيق المشكاة: 345/1- ارواء الغليل: 322/2-

[2] مصباح الزجاجة: 321/1-

علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُمَا" [1] امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ" [2] علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے اس حدیث کی تصحیح کی بجائے تحسین کے قول کو ترجیح دی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: "حَدِيثُ وَابِصَةَ حَسَنٌ" [3] اس بارے میں بعض اور احادیث یوں مروی ہیں:

سیدنا علی بن شیبان فرماتے ہیں:

«رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ، فَوَقَفَ حَتَّى انْصَرَفَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، فَلَا صَلَاةَ لِرَجُلٍ فَرْدٍ خَلْفَ الصَّفِّ» (مسند أحمد: ٤/٢٣ وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب صلاة الرجل خلف الصف وحده، ح: ١٠٠٣)

"رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو آپ نے فرمایا: نماز دوبارہ پڑھو کیونکہ صف کے پیچھے تنہا نماز نہیں ہوتی۔"

---

[1] فتح الباری، الأذان، باب اذا رکع دون الصف: 347/2۔ تحفۃ الأحوذی: 21/2۔

[2] المجموع: 189/4۔

[3] المغنی: 43/2۔

اس حدیث کی سند "حسن" ہے۔ ابن حبان نے اس کی صحت بیان کی ہے' نیز اثرم رحمہ اللہ نے امام احمد سے روایت کی ہے کہ موصوف نے فرمایا "حدیث حسن" [1] ابن سید الناس فرماتے ہیں: رُوَاتُهُ ثِقَاتٌ مَعْرُوفُونَ "اس کے راوی ثقہ اور معروف ہیں۔" [2]

شارح ترمذی علامہ عبدالرحمان مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الصَّلٰوةَ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ لَا تَصِحُّ وَأَنَّ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَ الصَّلٰوةَ (تحفة الأحوذي، باب ماجاء في الصلاة خلف الصف وحده: ٢/ ٢١)

"حدیث وابصہ" میں' اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنا درست نہیں ہے' اور اگر کوئی صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھے تو اس پر نماز کو دہرانا ضروری ہے۔"

لیکن یہ حکم اس صورت میں نافذ ہو گا کہ جب آخری صف میں نمازی کے شامل ہونے کی گنجائش باقی ہو اور وہ اس کی استطاعت بھی رکھتا ہو۔ نبی ﷺ نے اس شخص کو نماز دہرانے کا حکم اس لیے فرمایا تھا کہ اس نے تساہل سے کام لیا تھا' حالانکہ وہ صف میں داخل ہو کر شگاف کو پُر کرنے اور دوسرے نمازیوں کے ساتھ صف بندی کا ذمہ دار تھا۔ واللہ اعلم۔

---

[1] المغني: 2/43۔ [2] تحفة الأحوذي: 2/21۔

اگر کوئی نمازی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے صف میں شامل ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ صف کے پیچھے تنہا ہی نماز پڑھ لے' یا اس دوسری صورت کو اختیار کر لے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ آگے آئے گا' چونکہ ایسا شخص صف بندی سے معذور ہے اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ:۲۸۶) "اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"

لہٰذا ان شاء اللہ صف کے پیچھے تنہا ادا کی ہوئی نماز بھی ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔

لیکن علامہ ابن رشد القرطبی فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفُوا إِذَا صَلَّى إِنْسَانٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَالْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّ صَلٰوتَهُ تُجْزِىءُ، وَقَالَ أَحْمَدُ وَأَبُوثَوْرٍ وَجَمَاعَةٌ: صَلَاتُهُ فَاسِدَةٌ (بدایۃ المجتہد:۱/۱۰۸)

"اگر کوئی صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھے تو اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور علماء کا قول ہے کہ اس کی نماز جائز ہے' لیکن امام احمد' ابوثور اور ایک جماعت کا قول ہے کہ اس کی نماز فاسد ہے۔"

واضح رہے کہ یہاں "جمہور" سے علامہ ابن رشد کی مراد امام مالک' امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ ہیں' جیسا کہ انہوں نے خود صراحت فرمائی ہے:

إِذَا قُلْتُ، الْجُمْهُورُ فَالْفُقَهَاءُ الثَّلَاثَةُ مَعْدُودُونَ فِيهِمْ:

أَعْنِي مَالِكًا وَالشَّافِعِيَّ وَأَبَا حَنِيفَةَ(بداية المجتهد: ١/١٥)

"جب میں لفظ "جمہور" بولوں تو اس میں فقہائے ثلاثہ' امام مالک' امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ شامل ہوں گے۔"

جو علماء صف کے پیچھے اکیلے کی نماز کے جواز یا عدم جواز کے قائل ہیں تو ان کی تفصیل امام بغوی' ابن قدامہ' ابن حجر' شمس الحق عظیم آبادی اور عبدالرحمان مبارکپوری رحمہم اللہ کی تصریحات کی روشنی میں کچھ اس طرح ہے:

"امام احمد' امام اسحاق بن راہویہ' حکم' ابن المنذر' بعض محدثین شافعیہ' مثلاً ابن خزیمہ' نخعی' حسن بن صالح اور اہل کوفہ کی ایک جماعت' مثلاً حماد بن ابی سلیمان' ابن ابی لیلی اور وکیع وغیرہم رحمہم اللہ عدم جواز کے قائل ہیں' جبکہ حسن بصری' امام اوزاعی' امام مالک' سفیان ثوری' ابن مبارک' امام شافعی رحمہم اللہ اور اہل الرائے یعنی حنفی حضرات کا قول اس کے جواز کا ہے۔"[1]

امام وکیع رحمہ اللہ کا قول ہے:

إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَإِنَّهُ يُعِيدُ(جامع الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الصلاة خلف الصف وحده، ح: ٢٣١)

"صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھنے والا شخص دوبارہ نماز پڑھے گا۔"

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] شرح السنة: 378/3۔ المغنی: 42/2۔ عون المعبود: 254/1۔ فتح الباری: 347/2۔ تحفة الأحوذي: 21/2' 22۔

«إِنَّ مَنْ صَلَّى وَحْدَهُ رَكْعَةً كَامِلَةً لَمْ تَصِحَّ صَلَاتُهُ»

(المغني: ٢/٤٢)

"جس شخص نے صف کے پیچھے تنہا ایک رکعت ادا کی اس کی نماز درست نہیں ہے۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فریقین کے تمام دلائل کا جائزہ لینے کے بعد صف کے پیچھے بغیر عذر کے اکیلے آدمی کی نماز کو غیر صحیح قرار دیا ہے' [1] لیکن یہ مختصر رسالہ ان تمام دلائل کو یہاں جمع کرنے کا متحمل نہیں ہے۔

ایک ضروری وضاحت: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو چاہیے کہ اگلی صف میں سے کسی نمازی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملالے اور اس کے ساتھ صف بندی کرے۔ اگرچہ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اس طریقے کو اختیار کیا ہے' لیکن ایسا کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ ایسا کرنے سے نمازی اگلی صف کی فضیلت سے محروم ہو جاتا ہے اور جس صف سے کسی نمازی کو کھینچا جائے اس میں خلا اور نقص بھی واقع ہو جاتا ہے' حالانکہ ہر نمازی صف میں نقص کو دور کرنے پر مامور ہے۔

امام مالک اور ابوطیب الطبری رحمہما اللہ بھی کسی نمازی کو صف سے کھینچنے کے قائل نہیں ہیں' جبکہ اکثر اصحاب شافعی کا قول ہے کہ "وہ شخص کسی نمازی کو

---

[1] مجموع الفتاویٰ: 23/393' 397۔

اگلی صف سے کھینچ کر اپنے ساتھ ملالے اور جس نمازی کو کھینچا جائے اس کے لیے اس سلسلے میں تعاون مستحب ہے۔ ① لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ عمل (نمازی کو اگلی صف سے کھینچ کر اپنے ساتھ ملانا) چونکہ ایک شرعی فعل ہے اور کوئی بھی شرعی فعل بغیر شرعی دلیل کے جائز نہیں ہوتا' لہٰذا اس فعل کے لیے بھی کسی قابل حجت شرعی دلیل کا موجود ہونا ضروری ہے' جبکہ یہاں صورت حال یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی بھی ایسی حدیث وارد نہیں ہے کہ جو صحیح اور قابل احتجاج ہو۔ پس استحباب تو کجا اس کا جواز بھی ثابت کرنا ممکن نہیں ہے۔

اس بارے میں جو احادیث وارد ہیں اور عام طور پر جن سے استدلال کیا جاتا ہے' ذیل میں مع تبصرہ پیش کی جاتی ہیں:

«إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّفِّ وَقَدْ تَمَّ، فَلْيَجْتَذِبْ إِلَيْهِ رَجُلًا يُقِيمُهُ إِلَى جَنْبِهِ»(المعجم الأوسط للطبراني: ٥/٤٠٦، ح: ٧٧٦٤)

"جب تم میں سے کوئی صف تک پہنچے اور وہ مکمل ہو چکی ہو' تو اسے چاہیے کہ وہ (پہلی صف سے) کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے پہلو میں کھڑا کرلے۔"

اس روایت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے "المعجم الاوسط" میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے' لیکن اس کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

① تحفۃ الاحوذی: 2/23۔

«لاَ یُرْوَیٰ ھٰذَا الْحَدِیثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ إِلاَّ بِھٰذَا الإِسْنَادِ»

"یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔"

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

«وَفِیہِ بِشْرُ بْنُ إِبْرَاھِیمَ وَھُوَ ضَعِیفٌ جِدًّا»(مجمع الزوائد: ۲/۹۶)

"اس کی سند میں بشر بن ابراہیم ہے' جو کہ سخت ضعیف ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی اور محدث عصر محمد ناصر الدین الالبانی رحمہما اللہ نے بھی اس سند کو سخت ضعیف قرار دیا ہے۔[1]

اس روایت کے مجروح راوی بشر بن ابراہیم کے متعلق امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے غیر محفوظ اور موضوع احادیث روایت کرتا ہے۔" امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "منکر الحدیث" ہے۔ اس کے پاس ائمہ سے منسوب باطل احادیث ہیں اور میرے نزدیک یہ ثقہ لوگوں پر حدیث گھڑنے والوں میں سے ہے۔" امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ ثقہ راویوں کی طرف نسبت کر کے احادیث گھڑا کرتا تھا۔" علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ایک مقام پر اسے "ضعیف جدًا" اور دوسرے مقام پر "وضّاع" لکھا

---

[1] التلخیص الحبیر: 37/2- سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ: 321/2-

ہے۔ مزید تفصیلی حالات کے لیے حاشیہ میں درج شدہ کتب کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔ ①

(ب) اس بارے میں وابصہ بن معبد سے سری بن اسماعیل کے واسطے سے بھی ایک روایت آئی ہے جو اس طرح ہے:

«اِنْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَرَجُلٌ يُصَلِّي خَلْفَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْمُصَلِّي وَحْدَهُ، أَلاَ تَكُوْنُ وَصَلْتَهُ صَفًّا فَدَخَلْتَ مَعَهُمْ، أَوِ اجْتَرَرْتَ رَجُلاً إِلَيْكَ إِنْ ضَاقَ بِكُمُ الْمَكَانُ؟ أَعِدْ صَلاَتَكَ، فَإِنَّهُ لاَ صَلاَةَ لَكَ»(مسند أبي يعلى الموصلي: ٣/ ١٦٢-١٦٣، ح: ١٥٨٨)

"رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو ایک آدمی لوگوں کے پیچھے (اکیلا) نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اکیلے نماز پڑھنے والے! تو نے لوگوں کے ساتھ (صف میں) داخل ہو کر صف کو کیوں نہ ملایا' یا اگر جگہ تنگ تھی تو (پہلی صف سے) اپنی طرف کسی آدمی کو کیوں نہ کھینچ لیا؟ دوبارہ نماز پڑھ' کیونکہ تیری نماز نہیں ہوئی۔"

یہ روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

---

① الضعفاء الكبير للعقيلي، 142/1- كتاب المجروحين لابن حبان، 160/1- ميزان الاعتدال: 211/1- كتاب الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي، 140/1- لسان الميزان: 28/2- مجمع الزوائد: 96/2- 56/4- الكامل لابن عدي: 167/2-

«رَأَىٰ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصُّفُوفِ وَحْدَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْمُصَلِّي وَحْدَهُ! أَلَا وَصَلْتَ إِلَى الصَّفِّ، أَوْ جَرَرْتَ إِلَيْكَ رَجُلًا فَقَامَ مَعَكَ، أَعِدِ الصَّلٰوةَ» (السنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب كراهية الوقوف خلف الصف وحده: ۳/ ۱۰۵)

"رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تو نے لوگوں کے ساتھ (صف میں) داخل ہو کر صف کو کیوں نہیں ملایا؟ یا اپنی طرف کسی آدمی کو کیوں نہ کھینچ لیا جو تیرے ساتھ کھڑا ہوتا؟ دوبارہ نماز پڑھ۔"

لیکن علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ السَّرِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد، الصلاة، باب ما يفعل من جاء بعد تمام الصف: ۲/ ۹۶)

"اس کی سند میں سری بن اسماعیل نامی ایک راوی ہے، جو ضعیف ہے۔"

سری بن اسماعیل کو امام نسائی رحمہ اللہ نے "متروک الحدیث" اور یحییٰ بن معین نے «لَيْسَ بِشَيْءٍ» "اس کی کوئی حیثیت نہیں۔" کہا ہے۔ ابن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے: "اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔" یحییٰ القطان رحمہ اللہ کا قول ہے «اِسْتَبَانَ لِي كَذِبُهُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ» "ایک ہی مجلس میں میرے لیے اس کا

جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔"

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ایک جگہ "متروک" اور دوسری جگہ "ضعیف" لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر اور علامہ مبارکپوری رحمہما اللہ نے بھی اسے "متروک" قرار دیا ہے۔ تفصیلی حالات کے لیے حاشیہ کے تحت درج شدہ کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔ ①

(ج) "تاریخ اصبہان" میں یہ حدیث ایک دوسرے واسطے سے بھی مروی ہے' اس کے الفاظ یہ ہیں:

«أَنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ وَحْدَهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرَى مَنْ خَلْفَهُ، كَمَا يَرَى مَنْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَلَا دَخَلْتَ فِي الصَّفِّ أَوْ جَذَبْتَ رَجُلًا صَلَّى مَعَكَ، أَعِدْ صَلَاتَكَ»(تاريخ أصبهان لابي الشيخ ابن حيان، ص:١٢٩ أخبار أصبهان لأبي نعيم: ٢/ ٣٦٤)

---

① كتاب الضعفاء و المتروكين للنسائي' رقم 262- كتاب الضعفاء و المتروكين لابن الجوزى:310/1- تاريخ يحيى بن معين:449/3' 322- العلل لابن حنبل:50/1- التاريخ الكبير للبخاري:176/2- التاريخ الصغير للبخاري:87/2- الضعفاء الصغير للبخاري' رقم:56- المعرفة و التاريخ للبسوي:39/3- الضعفاء الكبير للعقيلي:176/2- الجرح و التعديل لابن ابی حاتم:282/3- كتاب المجروحين لابن حبان:355/1- الكامل فى الضعفاء لابن عدى:1205/3- الضعفاء والمتروكين للدار قطني' رقم:246- ميزان الاعتدال للذهبي:117/2- تقريب التهذيب لابن حجر:285/1- مجمع الزوائد:158/1-96/2- تحفة الأحوذي:24/2-23-

"ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی اور نبی ﷺ چونکہ سامنے کی طرح اپنے پیچھے سے بھی نمازیوں کو دیکھ لیا کرتے تھے (یہ آپ کا معجزہ تھا) اس لیے آپ نے فرمایا: تو صف میں شامل کیوں نہ ہوا یا اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لیے کسی کو کیوں نہ کھینچ لیا' دوبارہ نماز پڑھ۔"

لیکن حافظ ابن حجر اور علامہ عبدالرحمان مبارکپوری رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

وَفِيهَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَفِيهِ ضُعْفٌ (تحفة الأحوذي: ٢/ ٢٤ وتلخيص الحبير: ٢/ ٣٧)

"اس کی سند میں قیس بن ربیع راوی ہے' جو کہ ضعیف ہے۔"

علامہ محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند میں قیس بن ربیع کے علاوہ ابن عَبْدُوَیه کو بھی اس کے ضعف کا سبب قرار دیا ہے۔ ①

قیس بن ربیع کو امام نسائی رحمہ اللہ نے "متروک الحدیث" دار قطنی رحمہ اللہ نے "ضعیف الحدیث" ابن القطان رحمہ اللہ نے "ضعیف مختلف فیہ" سعدی رحمہ اللہ نے "ساقط" اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے "غير محتج به" قرار دیا ہے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لَیْسَ بِشَیْئٍ "اس کی کوئی حیثیت نہیں۔" امام موصوف کا ایک دوسرا قول ہے کہ "ضعیف" ہے' ایک اور قول ہے: "لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ"

---

① ارواء الغلیل: 2/326۔ سلسلة الاحادیث الضعیفه: 2/322۔

(یعنی اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی) امام ابن مدینی اور وکیع رحمہما اللہ سے بھی اس کا ضعیف ہونا منقول ہے' لیکن امام شعبہ اور امام سفیان وغیرہما نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں «صَدُوقٌ ضَعِيفٌ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ» تفصیلی حالات کے لیے حاشیہ میں درج کتب کی طرف مراجعت مفید ہو گی۔ ①

اس کے دوسرے مجروح راوی "یحیی بن عبدویہ" کو امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے کذاب اور رجل سوء (بہت ہی برا آدمی) بتایا ہے۔ امام موصوف کا دوسرا قول ہے: "لَيْسَ بِشَيْءٍ": "(اس کی کوئی حیثیت نہیں) امام رازی رحمہ اللہ نے اسے "مجہول" قرار دیا ہے لیکن امام ابن عدی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ "أَرْجُوا أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ" تفصیل کے لیے حاشیہ میں مذکورہ کتب کی طرف مراجعت مفید ہو گی۔ ②

(د) مراسیل ابی داود میں مقاتل بن حیان کی ایک حدیث میں مروی ہے:

---

① تاریخ یحیی بن معین :490/2- التاریخ الکبیر للبخاری :156/4- الضعفاء الکبیر للعقیلی :469/3- الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم :96/7- کتاب المجروحین لابن حبان :218/2- الکامل فی الضعفاء لابن عدی :2063/2- کتاب الضعفاء و المتروکین للنسائی' رقم :499- میزان الاعتدال للذھبی :393/3- تھذیب التھذیب لابن حجر :391/8- تقریب التھذیب :128/2- فتح الباری :286/13- السنن الکبری للبیہقی :136/8' 276/7' 42/8' 344' 271/10- سنن الدار قطنی :330/1- نصب الرایہ للزیلعی :19/2' 81' 389- 414/3 117/4' 119' 333 مجمع الزوائد :158/1- 27/3' 112' 290- 110/4- 293 42/5' 140- 166/9' 170- 95/10-

② کتاب الضعفاء و المتروکین لابن الجوزی :198/3- میزان الاعتدال للذھبی :394/4-

«إِذَا جَاءَ رَجُلٌ، فَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا، فَلْيَخْتَلِجْ إِلَيْهِ رَجُلًا مِنَ الصَّفِّ، فَلْيَقُمْ مَعَهُ، فَمَا أَعْظَمَ أَجْرَ الْمُخْتَلَجِ»(المراسيل لأبي داود، ح:٨٣ والسنن الكبرى للبيهقي، الصلوة، باب كراهية الوقوف خلف الصف وحده: ٣/ ١٠٥)

"جب کوئی آدمی (مسجد میں) آئے اور (اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لیے) کوئی ایک بھی نہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ (پہلی) صف سے اپنی طرف ایک آدمی کھینچ لے پھر اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے' (پہلی صف سے) کھینچے ہوئے آدمی کا اجر و ثواب کس قدر عظیم ہے۔"

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کوئی حرج نہیں ہے' سوائے اس کے کہ یہ "مرسل" ہے اور مرسل بھی ضعیف حدیث ہی کی ایک قسم ہے۔ اس باب میں چونکہ "وابصہ" اور ابن عباس" رضی اللہ عنہما کی روایات انتہائی ضعیف ہیں' لہذا ان سے تقویت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پس یہ روایت بھی اپنی اصلی حالت (یعنی ضعف) پر باقی رہے گی۔ افسوس کہ صاحب "عون المعبود" نے اس کی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے:

وَذٰلِكَ، لِأَنَّهُ بِنِيَّتِهِ مُحَصِّلٌ لَهُ فَضِيلَةُ مَا فَاتَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّفِّ مَعَ زِيَادَةٍ مِنَ الْأَجْرِ الَّذِي هُوَ سَبَبُ تَحْصِيلِ فَضِيلَةٍ لِلْغَيْرِ(عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٢/ ٣٦٦)

"ایسا اس لیے ہے کہ اس کو اپنی نیت کے باعث وہ فضیلت بھی حاصل

ہو جائے گی جو کہ اس کو اگلی صف میں کھڑے ہونے کے باعث حاصل تھی اور پیچھے آنے کی وجہ سے جاتی رہی' اس کے علاوہ اسے دوسرے شخص کو (صف میں ملا کر) فضیلت دینے کی وجہ سے اضافی اجر بھی ملے گا۔"

افسوس صد افسوس! چونکہ اس توجیہ کا بطلان ظاہر ہے' لہٰذا ہم اس پر مزید کلام کی ضرورت محسوس نہیں کرتے' خلاصہ یہ ہے کہ صف سے آدمی کھینچنے کے لیے ان احادیث سے استدلال کرنا قطعاً درست نہیں ہے اور جن بعض دوسری احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ اگرچہ صحیح ہیں' لیکن ان سے استدلال محض کھینچا تانی ہی ہے' بلاوجہ طوالت کے خوف سے ہم یہاں اس پہلو پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ خواہش مند حضرات فتح الباری' المحلی' عون المعبود اور تحفۃ الاحوذی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«تَصِحُّ صَلَاةُ الْفَذِّ لِعُذْرٍ، وَقَالَهُ الْحَنَفِيَّةُ وَإِذَا لَمْ يَجِدْ إِلاَّ مَوْقِفًا خَلْفَ الصَّفِّ، فَالأَفْضَلُ أَنْ يَقِفَ وَحْدَهُ وَلاَ يَجْذِبُ مَنْ يُصَافُّهُ لِمَا فِي الْجَذْبِ مِنَ التَّصَرُّفِ فِي الْمَجْذُوبِ»(الاختیارات، ص: ٤٢)

"کسی عذر کی بنا پر صف کے پیچھے تنہا شخص کی نماز درست ہے۔ احناف کا قول ہے کہ اگر صف کے پیچھے کھڑے ہونے کے سوا کوئی جگہ نہ

پائے تو افضل یہ ہے کہ تنہا ہی کھڑا ہو جائے' کسی کو اپنے ساتھ صف میں ملانے کی غرض سے آگے سے نہ کھینچے' کیونکہ ایسا کرنا مجذوب (آگے سے کھینچ کر اپنے ساتھ ملائے گئے شخص) کے حق میں تصرف کے مترادف ہے۔"

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا ثَبَتَ ضَعْفُ الْحَدِيثِ، فَلَا يَصِحُّ حِينَئِذٍ الْقَوْلُ بِمَشْرُوعِيَّةِ جَذْبِ الرَّجُلِ مِنَ الصَّفِّ لِيَصُفَّ مَعَهُ، لِأَنَّهُ تَشْرِيعٌ بِدُونِ نَصٍّ صَحِيحٍ، وَهٰذَا لَا يَجُوزُ، بَلِ الْوَاجِبُ أَنْ يَنْضَمَّ إِلَى الصَّفِّ إِذَا أَمْكَنَ وَإِلَّا صَلَّى وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ صَحِيحَةٌ، لِأَنَّهُ (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا) وَحَدِيثُ الْأَمْرِ بِالْإِعَادَةِ مَحْمُولٌ عَلٰى مَا إِذَا قَصَّرَ فِي الْوَاجِبِ وَهُوَ الْاِنْضِمَامُ إِلَى الصَّفِّ وَسَدُّ الْفُرَجِ، وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَجِدْ فُرْجَةً، فَلَيْسَ بِمُقَصِّرٍ (سلسلة الأحاديث الضعيفة: ٢/ ٣٢٣، ٣٢٢)

"جب حدیث کا ضعف ثابت ہو چکا ہے' تو اگلی صف سے کسی شخص کو کھینچ کر اس کے ساتھ صف بندی کرنے کی مشروعیت (جواز) کا قول درست نہیں ہے' کیونکہ ایسا کرنا صحیح نص کے بغیر شریعت سازی کے مترادف ہے' جو کہ قطعاً ناجائز ہے۔ پس اگر صف میں ضم ہونا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے' ورنہ تنہا ہی نماز پڑھ لینی چاہیے' کیونکہ ایسے شخص کی

نماز صف کے پیچھے اکیلے بھی درست ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ "اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی استطاعت زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔" اور جن احادیث میں نماز کو دہرانے کا حکم مذکور ہے' تو وہ اس صورت میں ہے کہ جب واجب (یعنی صف میں ملنا اور شگاف کو بند کرنا عمداً) ترک کیا گیا ہو' لیکن اگر (لیٹ آنے والا) صف میں کوئی فاصلہ اور شگاف وغیرہ نہ پائے تو وہ قصوروار نہ ہو گا۔"

واضح رہے کہ امام مالک' امام احمد بن حنبل' امام اوزاعی' امام اسحاق بن راہویہ' امام ابو حنیفہ اور امام داود رحمہم اللہ وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ صف سے آدمی کو نہ کھینچا جائے۔ ① امام ابن تیمیہ اور علامہ البانی رحمہما اللہ کے اقوال تو اوپر گزر چکے ہیں' علاوہ ازیں سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ②

۳۔ عمداً (جان بوجھ کر) پہلی صف سے پیچھے ہٹنے کی سزا: جگہ ہوتے ہوئے جان بوجھ کر پہلی صف کو چھوڑ کر پچھلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرنا پہلی صف کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہونے کے مترادف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① کتاب المجموع: 4/190۔

② فتح الباری بتعلیق ابن باز: 676۔

«لاَ يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّفِّ الأَوَّلِ، حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ(سنن أبي داود، الصلاة، باب صف النساء والتأخر عن الصف الأول، ح:٦٧٩)

"جو لوگ صف اول سے پیچھے رہتے (اور اسے اپنی عادات بنا لیتے) ہیں اللہ انھیں جہنم میں بھی پیچھے کر دے گا۔"

علامہ شمس الحق عظیم آبادی " حتی یؤخرھم اللہ فی النار " کی شرح میں فرماتے ہیں:

يَعْنِي لاَ يُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فِي الأَوَّلِينَ أَوْ أَخَّرَهُمْ عَنِ الدَّاخِلِينَ فِي الْجَنَّةِ أَوَّلاً بِإِدْخَالِهِمُ النَّارَ وَحَبْسِهِمْ فِيهَا، كَذَا فِي فَتْحِ الْوَدُودِ(عون المعبود، باب صف النساء والتأخر عن الصف الأول: ٢/ ٣٧٥)

"یعنی وہ پہلے پہل جہنم سے نکلنے والوں میں شامل نہ ہوں گے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ آخر میں جنت میں داخل ہونے والوں میں سے ہوں گے اور اس وقت تک جہنم میں رہیں گے، جیسا کہ "فتح الودود" میں ہے۔"

اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

«لاَ يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ(صحيح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف ... الخ، ح:٤٣٨ وسنن أبي داود، الصلاة، باب صف النساء والتأخر عن الصف الأول:٦٨٠)

"جو لوگ (پہلی صف سے) پیچھے رہنے کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں ان کا

انجام یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ بھی انھیں (اپنی رحمت و فضل سے) دور کر دے گا۔"

یہاں «يُؤَخِّرْهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ» سے مراد علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے:

يُؤَخِّرُهُمُ اللهُ، عَنْ رَحْمَتِهِ، وَعَظِيمِ فَضْلِهِ، وَرَفْعِ الْمَنْزِلَةِ، وَعَنِ الْعِلْمِ(عون المعبود، الصلوة، باب صف النساء والتاخر عن الصف الأول: ۲/ ۳۷۵)

"اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رحمت، فضل عظیم، درجات کی بلندی اور علم سے پیچھے اور مؤخر کر دے گا۔"

۳۔ <u>اقامت سے قبل امام کا صفوں کو درست کروانا:</u> امام کے لیے مستحب ہے کہ "تکبیر" سے قبل وہ مقتدیوں کو صحیح طریقے پر صف بندی کی تلقین کرے، بلکہ خود یا بعض دوسرے نمازیوں کی مدد سے صف کو برابر اور درست کروائے، نیز صفوں کی درستی سے قبل تکبیر تحریمہ کہنا سنت نبوی کے خلاف ہے۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَوِّي يَعْنِي صُفُوفَنَا، إِذَا قُمْنَا لِلصَّلٰوةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ»(سنن أبي داود، الصلوة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٥)

"جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو

برابر کرتے۔ جب صفیں برابر ہو جاتیں تو آپ تکبیر کہتے۔"

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو امام مسلم کی شرط پر قرار دیا ہے۔ ① نیز علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ: يَدُلُّ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ لِلإِمَامِ أَنْ يُسَوِّيَ الصُّفُوفَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ(عون المعبود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٢/ ٣٦٥)

"ابن الملک" کا قول ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام کے لیے صفوں کو برابر کروانے کے بعد تکبیر کہنا سنت ہے۔"

۵- مردوں اور عورتوں کے لیے علیحدہ صفوں کی فضیلت: اگر مرد اور عورتیں ایک ساتھ باجماعت نماز ادا کر رہے ہوں تو مردوں کو پہلی صف میں اور عورتوں کو آخری صف میں شامل ہونے کی جستجو کرنی چاہیے' کیونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا»(صحيح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . ، الخ: ٤٤٠ وسنن أبي داود، الصلاة، باب صف النساء والتأخر عن الصف الأول، ح: ٦٧٨)

① تحقيق المشكاة: 342/1۔

"مردوں کی بہترین صف وہ جو سب سے پہلی ہو اور بری وہ ہے جو آخری ہو اور عورتوں کی بہترین صف وہ ہے جو آخر میں ہو اور بری صف وہ ہے جو سب سے پہلی ہو۔"

یہ حدیث "مسند ابو یعلیٰ" میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے "مسند البزار' المعجم الکبیر' الاوسط للطبرانی اور السنن الکبریٰ للبیہقی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے' مسند البزار اور صحیح ابن حبان میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اور بعض دوسری کتب میں عمر بن خطاب' ابو امامہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

علامہ ہیثمی کے قول کے مطابق' مسند ابو یعلیٰ' مسند البزار اور المعجم الکبیر والاوسط للطبرانی کی روایات کے راوی ثقات ہیں۔ ①

امام ترمذی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ ②

۶۔ جماعت میں عورتوں کی صف کہاں ہو؟: اگر عورتیں مردوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوں تو ان کو چاہیے کہ اپنی صفیں مردوں کی صفوں سے پیچھے بنائیں۔ عورتوں کا مردوں کی صف میں یا مردوں کا عورتوں کی صف میں کھڑا ہونا قطعاً جائز نہیں ہے' خواہ ان میں سے کسی کی صف میں خلا یا شگاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مسجد میں جگہ باقی نہ بھی ہو تو بھی اس اختلاط کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

---

① مجمع الزوائد: 93/2۔

② جامع الترمذی' الصلاۃ' باب ما جاء فی فضل الصف الاول' حدیث: 224۔

واضح رہے کہ اس میں محرم وغیر محرم' نوجوان اور بوڑھی عورت کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اگر عورتیں کسی مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے جاتی ہوں تو ان کے لیے مردوں کی صفوں کے پیچھے کسی ایک گوشہ کو مخصوص کر لینا مستحسن ہے' تاکہ بعد میں آنے والے مرد نمازیوں کو آگے صف تک جانے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ عورتوں کی صف مردوں کی صف کے پیچھے ہی ہونی چاہیے اس بارے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث "قطعی نص" کی حیثیت رکھتی ہے:

وأَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَلْنُصَلِّ بِكُمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِالْمَاءِ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَفْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ(صحيح البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الحصير، ح:٣٨٠ وصحيح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة، والصلاة على حصير وخمرة وثوب وغيرها من الطاهرات، ح:٦٥٨ وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي ومعه رجال ونساء، ح:٢٣٤)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی دادی سیدہ ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی

ضیافت کی۔ آپ نے کھانا تناول کیا اور فرمایا: نماز باجماعت کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے چٹائی کو' جو کہ کثرت استعمال کے باعث کالی ہو گئی تھی' اٹھا کر پانی سے دھویا۔ آپ اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی دادی ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں پھر سلام پھیرا۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ أَنَسٍ، حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ(جامع الترمذي، باب نفس الموضع)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم حضرات کے نزدیک یہی قابل عمل ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے' فرماتے ہیں:

«صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا(صحيح البخاري، الأذان، باب المرأة وحدها تكون صفا: ٧٢٧)

"میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے اپنے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی' جبکہ میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔"

۷- امام کے ساتھ اکیلا مرد اور اکیلی عورت کہاں کہاں کھڑے ہوں گے؟: اگر امام

کے ساتھ صرف ایک مرد اور صرف ایک ہی عورت ہو تو اس صورت میں مرد امام کی داہنی جانب کھڑا ہو گا اور عورت ان دونوں کے پیچھے اکیلی کھڑی ہو گی۔ اس طرح باجماعت نماز میں عورت کا پچھلی صف میں تنہا کھڑے ہونا اس کے لیے باعث تکلیف نہیں ہے کیونکہ عورت بھی ایک صف ہوتی ہے' چنانچہ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ذکر کی ہے:

«اَلْمَرْأَةُ وَحْدَهَا صَفٌّ»(فتح الباري، الأذان، باب المرأة وحدها تكون صفا: ٢/ ٢٧٥)

"عورت اکیلی ہی صف ہے۔"

اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنی "صحیح" میں ایک باب یوں مقرر فرمایا ہے:

بَابُ الْمَرْأَةِ وَحْدَهَا تَكُونُ صَفًّا(صحيح البخاري، الأذان، رقم الباب: ٧٨، ص: ١١٨)

"یعنی اکیلی عورت بھی صف کے حکم میں ہے۔"

ابن رشید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْبُخَارِيَّ قَصَدَ أَنْ يُّبَيِّنَ أَنَّ هٰذَا مُسْتَثْنًى مِنْ عُمُومِ الْحَدِيثِ الَّذِي فِيهِ «لَا صَلٰوةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ» يَعْنِي أَنَّهُ مُخْتَصٌّ بِالرِّجَالِ(فتح الباري، الأذان، باب المرأة وحدها تكون صفا: ٢/ ٢٧٦)

"اس "ترجمۃ الباب" سے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ

حدیث ((لَا صَلٰوةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ)) کے عام حکم سے عورت مستثنیٰ ہے یعنی یہ مذکورہ حدیث مردوں کے لیے ہی خاص ہے۔"

نیز امام ترمذی اہل علم حضرات سے نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

قَالُوا إِذَا كَانَ مَعَ الإِمَامِ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ، قَامَ الرَّجُلُ، عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَهُمَا (جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي ومعه رجال ونساء، ح: ٢٣٤)

"اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ جب امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کی دائیں جانب اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگی۔"

یہی چیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔① اور امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنْ كَانَ مَعَهُمَا رَجُلٌ وَقَفَ عَنْ يَمِينِهِ وَوَقَفَتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَهُمَا، وَإِنْ كَانَ مَعَهُمْ رَجُلَانِ وَقَفَا خَلْفَهُ وَوَقَفَتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَهُمَا (المغني لابن قدامة: ٢/ ٤٥)

"اگر ان دونوں (امام اور عورت) کے ساتھ ایک آدمی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہوگا اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگی اور

① مسند البزار: 3/35۔ حدیث: 886۔

اگر ان کے ساتھ دو مرد ہوں تو وہ دونوں امام کے پیچھے اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گی۔"

علامہ ابن رشد القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَنَّ سُنَّةَ الْمَرْأَةِ أَنْ تَقِفَ خَلْفَ الرَّجُلِ أَوِ الرِّجَالِ إِنْ كَانَ هُنَالِكَ رَجُلٌ سِوَى الإِمَامِ، أَوْ خَلْفَ الإِمَامِ إِنْ كَانَتْ وَحْدَهَا، فَلاَ أَعْلَمُ فِي ذٰلِكَ خِلاَفًا لِثُبُوتِ ذٰلِكَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ (بداية المجتهد: ۱/۱۰۷)

"سنت یہ ہے کہ عورت تنہا ایک مرد یا زیادہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہو' خواہ وہاں امام کے سوا صرف ایک ہی مرد ہو' اگر امام کے سوا کوئی دوسرا مرد نہ ہو تو تنہا عورت امام کے پیچھے کھڑی ہوگی' لہٰذا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ثبوت کی بنا پر اس مسئلہ میں مجھے کسی اختلاف کا کوئی علم نہیں ہے۔"

امام بغوی رحمہ اللہ نے اس بارے میں ایک باب یوں باندھا ہے:

بَابٌ إِذَا كَانُوا ثَلاَثَةً تَقَدَّمَ الإِمَامُ، وَوَقَفَ الآخَرَانِ خَلْفَهُ صَفًّا، وَالْمَرْأَةُ تَقِفُ خَلْفَ الرِّجَالِ وَحْدَهَا (شرح السنة: ۳/ ۳۸۵)

"اگر تین افراد ہوں تو ایک امام بنے گا اور دوسرے دو امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں گے' جبکہ عورت ان دونوں کے پیچھے اکیلی کھڑی

ہوگی۔"

لیکن اگر ایک سے زیادہ عورتیں ہوں تو وہ مردوں کے پیچھے صف بنا کر ہی کھڑی ہوں گی جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس فتویٰ سے ظاہر ہے:

لَوْ كَانَ مَعَهَا فِي الصَّلٰوةِ اِمْرَأَةٌ لَكَانَ مِنْ حَقِّهَا أَنْ تَقُومَ مَعَهَا (مجموع الفتاوی: ۲۳/ ۳۹۶)

"اگر عورت کے ساتھ نماز میں کوئی دوسری عورت بھی ہو تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی کھڑی ہوگی کیونکہ یہی اس کا حق ہے۔"

۸۔ ستونوں کے درمیان صفیں باندھ کر کھڑا ہونا: ستونوں کے درمیان صفیں باندھ کر کھڑا ہونا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے' چنانچہ عبدالحمید بن محمود فرماتے ہیں:

«صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ، فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: كُنَّا نَتَّقِي هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ» (الجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، ح: ۲۲۹)

"ہم نے ایک امیر کے پیچھے جگہ کی تنگی کے باعث مجبوراً ستونوں کے درمیان نماز پڑھی' جب ہم نماز پڑھ چکے تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم عہد رسالت میں اس سے بچا کرتے تھے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

«كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي، عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا»(سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الصلاة بين السواري في الصف، ح: ۱۰۰۲)

''ہمیں عہد رسالت میں ستونوں کے درمیان صفیں باندھ کر نماز پڑھنے سے روکا جاتا تھا اور ہمیں وہاں سے ہٹا دیا جاتا تھا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«لاَ تَصْطَفُّوا بَيْنَ السَّوَارِي، وَلاَ تَأْتَمُّوا بِقَوْمٍ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ»(المعجم الكبير للطبراني، ح: ۹۲۹۳ ومجمع الزوائد، الصلاة، باب الصف بين السواري: ۲/ ۹۵، ح: ۲۵۳۳)

''ستونوں کے درمیان صف نہ باندھو اور گفتگو میں مشغول لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔''

اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے' فرماتے ہیں:

«قَالَ إِنَّمَا كُرِهَتُ الصَّلٰوةَ بَيْنَ السَّوَارِي لِلْوَاحِدِ وَالاِثْنَيْنِ»(المعجم الكبير للطبراني، ح: ۹۲۹۶ ومجمع الزوائد، الصلاة، باب الصف بين السواري: ۲/ ۹۵، ح: ۲۵۳٤)

''میں ستونوں کے درمیان ایک دو مردوں کے لیے نماز پڑھنا ناپسندیدہ سمجھتا ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ان دونوں روایتوں کو امام طبرانی نے المعجم

الکبیر میں روایت کیا ہے اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ان کی "اسناد حسن" ہیں۔ ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی بعض دوسری روایات میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:

«إِيَّاكُمْ وَمَا بَيْنَ السَّوَارِي، وَعَلَيْكُمْ بِالصَّفِّ الأَوَّلِ»(مصنف عبدالرزاق الصلاة، باب فضل مباس الصفوف: ۲/۵۸، ح: ۲٤۷۷)

"ستونوں کی درمیانی جگہ سے اپنے آپ کو بچاؤ اور پہلی صف کو اختیار کرو۔"

مزید تفصیل کے لیے حاشیہ کے تحت درج شدہ کتب کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔ ②

سعید بن منصور رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق "سیدنا عبداللہ بن مسعود' سیدنا ابن عباس اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہم سے اس کی ممانعت منقول ہے' جبکہ امام احمد بن حنبل' امام اسحاق بن راہویہ اور امام نخعی رحمہم اللہ اس کی کراہت کے قائل ہیں۔ ابن سید الناس رحمہ اللہ کا قول ہے کہ "صحابہ کے درمیان مجھے اس مسئلہ پر کسی اختلاف کا علم نہیں ہے۔" امام ابن سیرین' امام مالک' امام شافعی' امام ابو حنیفہ اور امام ابن المنذر رحمہم اللہ نے امام اور اکیلے آدمی پہ قیاس کرتے ہوئے

---

① مجمع الزوائد: 95/2۔

② مصنف عبدالرزاق: 60/2۔ المغنی: 49/2۔ کنز العمال' حدیث: 22446۔

اس کی رخصت بیان کی ہے' مگر امام شوکانی رحمہ اللہ نے (قِیَاسُ الْمُؤْتَمِّیْنَ عَلَی الْإِمَامِ وَالْمُنْفَرِدِ) "مقتدیوں کو امام اور اکیلے آدمی پر قیاس کرنا" احادیث کے ساتھ ٹکراؤ کی وجہ سے فاسد الاعتبار قرار دیا ہے۔ ①

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ جب آپ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی' لہٰذا امام یا اکیلے آدمی کا ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا تو درست ہے' لیکن مقتدیوں کا ستونوں کے درمیان صفیں بنانا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔

ابن رسلان کے قول کے مطابق:

أَجَازَهُ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ وَكَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ يَؤُمُّونَ قَوْمَهُمْ بَيْنَ الْأَسَاطِينِ (تحفة الأحوذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري: ۲/ ۲۰)

"حسن بصری' ابن سیرین نے اس کی اجازت دی ہے اور سعید بن جبیر' ابراہیم تیمی اور سوید بن غفلہ رحمہم اللہ ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر لوگوں کی امامت کروایا کرتے تھے۔"

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُكْرَهُ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقِفَ بَيْنَ السَّوَارِي، يُكْرَهُ لِلْمَأْمُومِينَ

---

① تحفة الأحوذي: 20/2، 19۔ عون المعبود: 252/1۔

لأنها تقطع الصفوف (المغني: ٢/ ٤٨)

"امام کے لیے ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ (ناپسندیدہ فعل) نہیں ہے، لیکن مقتدیوں کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ ایسا کرنے سے صف ٹوٹ جاتی ہے۔"

ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ نے اس کراہت کی یہ توجیہ بیان کی ہے:

إنَّ ذٰلِكَ إِمَّا لِانْقِطَاعِ الصَّفِّ أَوْ لِأَنَّهُ مَوْضِعُ جَمْعِ النِّعَالِ (تحفة الأحوذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري: ٢/ ١٩)

"ستون انقطاع صف کا باعث ہوتا ہے یا پھر یہ جوتوں کے رکھنے کی جگہ ہے۔"

لیکن ابن سید الناس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَالْأَوَّلُ أَشْبَهُ لِأَنَّ الثَّانِيَ مُحْدَثٌ (تحفة الأحوذي: ٢/ ١٩)

"پہلی علت زیادہ قرین قیاس ہے جبکہ دوسری نئی ایجاد کردہ ہے۔"

اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوِيَ أَنَّ سَبَبَ كَرَاهَةِ ذٰلِكَ أَنَّهُ مُصَلَّى جِنِّ الْمُؤْمِنِينَ (تحفة الأحوذي: ٢/ ١٩)

"روایت کیا گیا ہے کہ اس کے مکروہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ جگہ مومن جنوں کی جائے نماز ہے۔"

مختصراً یہ کہ کراہت (ناپسندیدگی) کی وجہ خواہ کچھ بھی ہو' مقتدیوں کے لیے ستونوں کے درمیان صفیں بنانا عبدالحمید بن محمود کی مذکورہ بالا حدیث کے پیش نظر بہرحال مکروہ ہے' جیسا کہ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلٰى كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِي(عون المعبود، الصلاة، باب الصفوف بين السواري: ٢/ ٢٧٠)

"اور (عبدالحمید بن محمود کی) حدیث ستونوں کے درمیان (باجماعت) نماز کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔"

۹۔ امام اور صفوں کے درمیان نہر یا دیوار وغیرہ کا حائل ہونا: اگر امام اور مقتدیوں کے درمیان دیوار یا کوئی اور رکاوٹ حائل ہو' تو ایسی صورت میں مقتدیوں کی نماز صحیح ہو گی یا نہیں؟ اس کی بابت اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس صورت میں مقتدیوں کی نماز کو صحیح قرار دیا ہے' چنانچہ انہوں نے ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: (باب اذا كان بين الامام و بين القوم حائط او سترة) "اس بات کا بیان کہ جب امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی دیوار یا پردہ حائل ہو (تو کوئی حرج نہیں۔)" پھر ترجمۃ الباب میں دو قول اس کے جواز میں نقل فرماتے ہیں۔ ایک قول حسن بصری رحمہ اللہ کا ہے' فرماتے ہیں:

«لاَ بَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهَرٌ»

"مقتدی اور امام کے درمیان اگر نہر حائل ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

دوسرا قول ابو مجلز رحمہ اللہ کا ہے' فرماتے ہیں:

«یأتم بالإمام وإن کان بینھما طریق أو جدار إذا سمع تکبیر الإمام»

"مقتدی اگر امام کی تکبیر سن رہا ہو' اگرچہ اس کے اور امام کے درمیان راستہ یا دیوار حائل ہو' تو اس کی اقتدا درست ہو گی۔"

علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

«کَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ یُصَلِّي مِنَ اللَّیْلِ فِي حُجْرَتِهِ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِیرٌ، فَرَأَی النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ نَاسٌ یُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ»(صحیح البخاري، الأذان، باب إذا کان بین الإمام وبین القوم حائط وسترة، ح:۷۲۹)

"رسول اللہ ﷺ قیام اللیل اپنے حجرے میں ادا فرماتے تھے اور حجرے کی دیواریں پست تھیں۔ اس لیے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور کچھ لوگ نماز کی اقتداء کرنے کے لیے آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔۔۔ الحدیث)

امام بخاری رحمہ اللہ کے باب' اس میں درج اقوال اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کے درمیان دیوار وغیرہ حائل ہو' تو اس صورت میں مقتدیوں کی نماز صحیح ہو گی' بشرطیکہ امام کی آواز مقتدیوں تک پہنچ رہی ہو۔

۱۰۔ اگلی صف میں خلا (فاصلہ) ہو تو آنے والا مقتدی کہاں کھڑا ہو؟: اگر کوئی

مقتدی صفیں درست یا نماز شروع ہونے کے بعد مسجد میں آئے اور اسے اگلی کسی صف میں کوئی خلا (شگاف) نظر آئے تو اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ عبیداللہ بن ابی یزید فرماتے ہیں:

«رَأَيْتُ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يَتَخَلَّلُ الصُّفُوفَ، حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى الأَوَّلِ وَالثَّانِي»(مصنف عبدالرزاق، الصلاۃ، باب فضل الصف الأول۲/ ۵۲، ح: ۲۴۵۵)

"میں نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ آپ صفوں کے درمیان گھس کر پہلی یا دوسری صف میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔"

اگر کوئی شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو گیا' لیکن اگلی صف میں کھڑے ہونے کی گنجائش موجود تھی' وہ اس کو جانتا تھا اور صف میں داخل ہونے کی قدرت بھی رکھتا تھا' تو ایسی حالت میں امام ابن حزم رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ ①

۱۱۔ <u>اگر مقتدی صف میں جگہ نہ پائے تو۔۔۔</u> اگر مقتدی کسی صف میں کوئی جگہ نہ پائے' یا جگہ تنگ ہو' تو اسے چاہیے کہ صفوں سے گزرتا ہوا امام کی دائیں جانب کھڑا ہو جائے۔ امام ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا دَخَلَ الْمَأْمُومُ فَوَجَدَ فِي الصَّفِّ فُرْجَةً دَخَلَ فِيهَا،

---

① المحلی: ۴/ ۵۲۔

فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، وَقَفَ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ، وَلاَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَجْتَذِبَ رَجُلاً فَيَقُومَ مَعَهُ (المغني: ٢/٤٦)

"اگر مقتدی مسجد میں آئے اور صف میں شگاف دیکھے تو اسے پُر کرے' لیکن اگر شگاف نہ ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو جائے' کیونکہ اس کے لیے اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرنا مستحب نہیں ہے۔"

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي جَوَازِ الْجَذْبِ الْمَذْكُورِ نَظَرٌ، لأَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ فِيهِ ضَعِيفٌ، وَلأَنَّ الْجَذْبَ يُفْضِي إِلَى إِيجَادِ فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ وَالْمَشْرُوعُ سَدُّ الْخَلَلِ، فَالأَوْلَى تَرْكُ الْجَذْبِ وَأَنْ يَلْتَمِسَ مَوْضِعًا فِي الصَّفِّ أَوْ يَقِفَ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ وَاللهُ أَعْلَمُ (تعليق على فتح الباري: ٢/٢٧٦)

"کسی مقتدی کو اگلی صف سے کھینچ کر اپنے ساتھ ملانے کا جواز محل نظر ہے' کیونکہ اس بارے میں وارد روایات ضعیف ہیں' اور اس لیے بھی کہ مقتدی کو صف سے کھینچنا صف میں شگاف پیدا کرنے کا سبب ہے' حالانکہ شگاف کو پُر کرنا مشروع ہے' لہٰذا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگلی صف سے مقتدی کھینچنے کی بجائے صف میں جگہ تلاش کرے' یا پھر امام کی دائیں جانب کھڑا ہو جائے۔" واللہ اعلم۔

۱۲۔ دو مقتدیوں میں سے اگر ایک نماز چھوڑ دے تو دوسرا کیا کرے؟: اگر صرف دو شخص کسی امام کی پیروی میں نماز ادا کر رہے ہوں اور ان میں سے کوئی ایک کسی عذر کی بنا پر نماز چھوڑ کر چلا جائے تو دوسرے شخص کو چاہیے کہ اپنی جگہ سے بڑھ کر امام کی دائیں جانب کھڑا ہو جائے' جیسا کہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے "المغنی" میں فرمایا ہے' ① لیکن اگر امام کے پیچھے کئی صفیں ہوں' مگر آخری صف میں صرف دو ہی مقتدی ہوں اور ان میں سے بھی ایک نماز چھوڑ کر چلا جائے' تو جو شخص تنہا رہ گیا ہے' اگر وہ اگلی صف میں خلا (گنجائش) پائے تو اسے پر کرے' لیکن اگر خلا (کوئی فاصلہ) نہ پائے تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو جائے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو' تو اپنی جگہ پر تنہا ہی نماز پڑھ لے' ان شاء اللہ اس کی نماز ہو جائے گی' کیونکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

«أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ» (سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٧١)

"پہلے اگلی صف پوری کرو' پھر اسے جو اس کے بعد ہو' اگر کوئی کمی ہو تو وہ پچھلی صف میں رہنی چاہیے۔" اس حدیث کی اسناد "صحیح" ہے۔

---

① المغنی: 2/45۔

۱۳۔ امام کے ساتھ اگر صرف ایک مقتدی ہو تو آنے والا کیا کرے: اگر کوئی شخص تنہا امام کے برابر کھڑا ہو کر باجماعت نماز ادا کر رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص آ کر نماز میں شامل ہونا چاہے، تو اسے چاہیے کہ وہ حسب سہولت یا تو مقتدی کو اشارہ کر کے اپنے ساتھ پیچھے لے آئے اور اس کے ساتھ صف بنا لے، یا پھر امام کو آگے بڑھنے کا اشارہ کر کے اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے۔

عورت کی امامت کا حکم

عورت عورتوں کی امامت کروا سکتی ہے' اس بارے میں قرآن و سنت میں ممانعت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے' بلکہ بعض احادیث کی روشنی میں ایسا کرنا مسنون و ماثور اور باعث اجر و خیر ہے' جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا' نیز سلف صالحین میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عطاء' مجاہد' ثوری' امام اوزاعی' امام شافعی' اسحاق بن راہویہ اور ابوثور رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کی امامت "مستحب" ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک "غیر مستحب" اور اصحاب الرائے احناف کے نزدیک "مکروہ" ہے' لیکن اگر امام بن جائے تو جائز ہے۔ شعبی' نخعی اور قتادہ رحمہم اللہ کے نزدیک نوافل میں تو درست ہے لیکن فرض نمازوں میں درست نہیں ہے۔ حسن اور سلیمان بن یسار رحمہما اللہ کے نزدیک فرض اور نوافل دونوں میں عورت کی امامت جائز نہیں ہے۔ اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ نے عورتوں کی امامت سے مطلقاً منع کیا ہے' چنانچہ فرماتے ہیں:

«لاَ يَنْبَغِي لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَؤُمَّ أَحَدًا، لأَنَّهُ يُكْرَهُ لَهَا الأَذَانُ»

(المغني: ٢/٣٦)

"عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کی امامت کروائے' کیونکہ اس کے لیے اذان دینا مکروہ ہے۔"

تفصیل کے لیے حاشیہ میں مذکور کتب کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔ ①

ریطہ حنفیہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

«أَنَّ عَائِشَةَ أَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ» (مصنف عبدالرزاق، الصلاة، باب المرأة تؤم النساء: ۳/۱٤۱)

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرض نمازوں میں عورتوں کی امامت کے فرائض انجام دیے اور وہ ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔"

تمیمہ بنت سلمہ بیان فرماتی ہیں:

«أَنَّهَا أَمَّتِ النِّسَاءَ فِي صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ، فَقَامَتْ وَسَطَهُنَّ، وَجَهَرَتْ بِالْقِرَاءَةِ» (المحلی لابن حزم: ٤/٢١٩)

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مغرب کی نماز میں عورتوں کی امامت کے فرائض انجام دیے، پس عورتوں کے درمیان کھڑی ہوئیں اور جہری (بلند آواز سے) قراءت فرمائی۔" ام حسن سے مروی ہے:

«أَنَّهَا رَأَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَؤُمُّ النِّسَاءَ، تَقُومُ مَعَهُنَّ فِي الصَّفِّ» (مصنف ابن أبي شيبة، الصلوات، باب المرأة تؤم النساء: ١/ ٤٣٠، ح: ٤٩٥٣)

"انھوں نے دیکھا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کے فرائض انجام دیے اور وہ ان کے ساتھ صف ہی میں کھڑی ہوئیں۔"

---

① مصنف عبدالرزاق: 140/3- المغنی: 36/2- المحلی: 219/4- بدایة المجتهد: 105/1-

امام ابن حزم رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

هِيَ خَيْرَةٌ، ثِقَةُ الثِّقَاتِ ـ وَهٰذَا إِسْنَادٌ كَالذَّهَبِ (المحلی لابن حزم: ۴/ ۲۲۰)

"یہ بہترین سند ہے' اس کے سب راوی انتہائی ثقہ ہیں' یہ سند کیا ہے سونے کی ایک لڑی ہے۔"

حجیرۃ بنت حصین فرماتی ہیں:

«أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِي صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَامَتْ بَيْنَنَا» (مصنف عبدالرزاق، الصلاۃ، باب المرأۃ تؤم النساء: ۳/ ۱۴۰، ح: ۵۰۸۲ ومصنف ابن أبي شيبة، الصلوات، باب المرأة، تؤم النساء: ۱/ ۴۳۰، ح: ۴۹۵۲)

"سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نماز عصر میں ہماری امامت کے فرائض انجام دیے اور آپ ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئی تھیں۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَاءَ تَقُومُ فِي وَسَطِهِنَّ» (مصنف عبدالرزاق، الصلاۃ، باب المرأۃ تؤم النساء: ۳/ ۱۴۰، ح: ۵۰۸۳)

"عورت عورت کی امامت کروا سکتی ہے' لیکن امامت کے وقت وہ عورتوں کے درمیان ہی میں کھڑی ہوگی۔"

اسی طرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی مروی ہے:

«أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ جَارِيَةً لَهُ، تَؤُمُّ نِسَاءَهُ فِي رَمَضَانَ» (المحلی

لابن حزم: ٤/ ٢٢٠)

"آپ اپنی لونڈی کو حکم دیتے تھے' پس وہ رمضان المبارک میں عورتوں کو باجماعت نماز پڑھاتی تھی۔"

ان تمام روایات کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت دوسری عورتوں کی فرض اور نفل ہر دو طرح کی نمازوں میں بلا کراہت امامت کروا سکتی ہے۔ جن نمازوں میں جہری (بلند آواز سے) قراءت کی جاتی ہے ان میں اونچی آواز سے قراءت بھی کر سکتی ہے۔ ہاں اگر آس پاس غیر محرم مرد ہوں تو پھر قراءت اونچی آواز سے نہ کرے' لیکن اگر اس امام عورت کے محرم مرد ہوں تو قراءت بالجہر میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ①

جہاں تک جماعت کے لیے عورت کے اذان دینے اور اقامت کہنے کا مسئلہ ہے تو عورت کے لیے پست (ہلکی) آواز میں اذان دینا اور اقامت کہنا بھی جائز ہے' جیسا کہ طاوس کے اس قول سے واضح ہوتا ہے' فرماتے ہیں:

«كَانَتْ عَائِشَةُ تُؤَذِّنُ وَتُقِيمُ» (المحلی: ٤/ ٢٢٠ ومصنف عبدالرزاق، الصلوٰة، باب هل على المرأة أذان وإقامة: ٣/ ١٢٦، ح: ٥٠١٥، ٥٠١٦)

"ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اذان و اقامت خود کہہ لیا کرتی تھیں۔"

اور جہاں تک امام عورت کے کھڑے ہونے کی جگہ کا سوال ہے تو اس کے

① المغنی: 36/2۔

لیے اگلی صف کے درمیان میں کھڑا ہونا مستحب ہے' چنانچہ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو علماء عورت کی امامت کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس بارے میں ہمیں کسی اختلاف کا علم نہیں کہ اگر کوئی عورت دوسری عورتوں کی امامت کر رہی ہو تو وہ ان کے درمیان میں کھڑی ہو گی' کیونکہ عورت کے لیے پردہ میں رہنا زیادہ پسندیدہ ہے اور جب وہ صف کے درمیان میں ہو تو پردہ میں ہوتی ہے' کیونکہ اسے دونوں جانب سے دوسری عورتوں نے چھپا رکھا ہوتا ہے اور یہ مستحب عمل ہے۔"[1]

لیکن امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَا نَعْلَمُ لِمَنْعِهَا مِنَ التَّقَدُّمِ حُجَّةً أَصْلًا، وَحُكْمُهَا عِنْدَنَا التَّقَدُّمُ أَمَامَ النِّسَاءِ»(المحلی لابن حزم: ۴/ ۲۲۰)

"امامت کے لیے عورت کے' صف کے آگے کھڑے ہونے کی بابت بھی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک وہ عورتوں کے آگے کھڑی ہو کر بھی امامت کے فرائض انجام دے سکتی ہے۔"

آخری وضاحت: ہمارے بہن بھائیوں کو اچھی طرح علم ہے کہ ہمارا دین حنیف ایک ایسا دین ہے کہ جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط' لہذا ہم سب کو

---

[1] المغني: 2/36.

چاہیے کہ باجماعت نماز کے دوران میں ہم اپنی صفوں کی برابری اور درستی کے پسندیدہ عمل کو ہرگز ترک نہ کریں' بلاشبہ نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرنا ہی اس عبادت کی روح ہے اور جس ہستی نے ہم سب کو نماز میں خشوع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے' اسی نے نماز میں صفوں کو سیدھا اور درست رکھنے کا حکم دیا ہے' مگر باوجود اس اہمیت اور تاکید کے جو اس کتاب میں مذکور ہے' کسی نمازی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ "تسویۃ الصفوف" میں اس قدر مشغول و منہمک ہو کر رہ جائے کہ اس سے خشوع اور خضوع کلی طور پہ رخصت ہو جائے' یا قراءت (تلاوت) و سماع میں خلل واقع ہونے لگے۔ پس ضروری ہے کہ ہر نمازی "اقامت صفوف" کے وقت ہی اپنی صف کو ہر اعتبار سے درست کر لے اور اپنا قدم ٹھیک اسی جگہ پہ رکھے جو مناسب اور معقول ہو اور دوسرے نمازیوں کی غفلت اور سستی کے سبب صف کو درست رکھنے کے لیے بار بار اپنی توجہ نماز سے نہ ہٹائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ

نماز دین کا ایک ایسا اہم ستون ہے کہ اس میں کوتاہی سے پورے دین کے ستون خود بخود منہدم ہو جاتے ہیں اور ایک مسلمان اسے نظر انداز کر کے مسلمان نہیں رہتا' کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے کفر اور اسلام میں امتیازی فرق نماز ہی کو بتایا ہے۔ ایسی صورت میں نماز کے ارکان اور اجزاء پر کس قدر دھیان دینے کی ضرورت ہے' اندازہ کریں۔ رسول اکرم ﷺ نے ''تسوية الصفوف''یعنی صفیں سیدھی کرنے کو نماز کی تکمیل بتایا ہے اور اس پر امام بخاری نے ایک باب ہی باندھا ہے۔ جبکہ بہت سارے نمازی حضرات کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام نہیں کرتے ۔ ادارہ دارالسلام ''صف بندی'' کے موضوع پر کتاب ہذا کو اسی کی درستگی کے لیے امت کے سامنے پیش کر رہا ہے جس کی صحیح اسلامی دعوت دنیا کے گوشے گوشے کو اپنی ضوفشانیوں سے منور کر رہی ہے اور شیدایان سنت میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ فلله الحمد والمنة ۔

ISBN: 9960-897-97-4